لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٥ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرست

مضامین		تصاویر	
شذرات	۱	جہاز مدینہ مین شہنشاہ انگلستان اور ترکی وفد	۳
ایڈیٹوریل نوٹس	۳	ترکستان کا امیر المحسنین	۸
ناموران غزوۂ طرابلس	۹	زوازہ کا کمانڈر موسی بک	۸
کارزار طرابلس	۱۲	طرابلس کو جلا وطن اٹالین جہاز مین	۱۲
عالم اسلامی	١٥	طبروق کا حملہ	۱۳
شؤون عثمانیہ	١٤	طرابلس مین اٹالین تہذیب کا ایک خونین منظر	١٥

قیمت فی پرچہ صرف تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
(القرآن الحكيم)

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٥ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ع | جلد ۱

شذرات

اطلاع

اعلی درجے کي تصویروں کي چھپائي کا انتظام اب قریب تکمیل ھے' انشاء اللہ آئندہ نمبر سے رنگین تصویروں کا سلسلہ شروع ھوگا اور پھر عنقریب ایک صفحہ خاص تصاویر کے صناعي نمونوں کیلئے مخصوص کردیا جاے گا - والامر بیدہ سبحانہ وتعالی -

---

ھمارے لئے ایک سب سے بڑي مشکل رسالے کي موجودہ ضخامت ھے' ھم چاھتے ھیں کہ ھر نمبر مختلف قسم کے مضامین اور مباحث کا مجموعہ ھو' اور اسي لئے ھم نے ابتدا سے مضامین کے مختلف ابواب معین کردیے' ایڈیٹوریل نوٹس کے علاوہ ایک باب (مذاکرۂ علمیہ) ھے' اسکے نیچے علمي اور مذھبي تحقیقات کے مضامین ایک خاص اصول ورنگ کے درج کرنا چاھتے ھیں' علی الخصوص اُن غلط فہمیوں کي نسبت' جنھوں نے برسوں سے قرآن و حدیث کے اصلي حقائق و معارف پر پردے ڈالدیے ھیں' پھر (احرار اسلام) کا عنوان ھے اور اسکے سلسلے میں پہلے قرآن کي حریت عمومي کو دکھلاکر اسلام کے ناموز احرار کے حالات و حیات بخش کارنامے شائع کرنا چاھتے ھیں' انتقاد' مدارس اسلامیہ' اور عام شؤن اسلامیہ بھي ضروري عنوان ھیں' جنمیں سے کچھہ نہ کچھہ ھر نمبر میں ھونا چاھئے (مقالات) ایک مستقل باب ھے اور تمام عنوانوں میں سب سے زیادہ اھم' لیکن موجودہ ضخامت کے اندر چند عام پسند ابواب بھي کافي سطوروں پر نہیں آسکتے' ان سب کي کہاں گنجایش ؟

ھر ھفتے قلت گنجایش کي سخت روحي تکلیف ھم سے دوچار ھوتي ھے' خیالات کے طوفان دل و دماغ سے آٹھتے ھیں لیکن ساحل لب سے ٹکراکر واپس چلے جاتے ھیں' جسطرح کا جرنل ھمارے پیش نظر ھے' اسکے لئے کم از کم موجودہ ضخامت سے دوگني ضخامت ھوني چاھئے' لیکن افسوس ھے کہ موجودہ ضخامت کے مصارف ھي کي طرف سے اطمینان نہیں' اسکي افزایش کا خیال کیونکر کریں ؟ اپنے اوپر ایک قرباني فرض کرلي ھے اور اسکو کئے جارھے ھیں' اسکا علاج تو یہ تھا کہ پبلک کو اپنے گراں مصارف دکھلاکر قیمت سے مقابلہ کرتے اور پھر اور نہیں تو کم از کم توسیع اشاعت کي فغاں سنجیاں ھي شروع کردیتے' لیکن الحمد للہ کہ جیب گو مفلس ھے مگر دل مفلس نہیں ھے' ھمارا اعتماد صرف اُس کي ذات پر ھے' جس نے اپنے در کے سائلوں کو پہلے ھي دن یہ کہکر مطمئن کردیا تھا کہ : ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ - پس ھم کسي انسان کے آگے اپني ضروریات کیلئے ھاتھہ پھیلانا نہیں چاھتے گو وہ حق اور معاوضے کے ساتھہ ھي کیوں نہو' ھمارے وہ احباب جو موجودہ ضخامت پر قانع نہیں' چند دنوں اور انتظار فرمائیں انشاء اللہ عنقریب ھم خود کسي نہ کسي طرح آٹھہ صفحے اور بڑھادیں گے' اگر لوگ ھماري تلخ اور کڑوي باتیں سننا پسند کرلیں' تو ھمارے پاس کہنے کیلئے کوئي کمي نہیں - بلکہ سچ پوچھئے تو انہیں سننے کا اتنا شوق نہوگا جتنا کہنے کیلئے ھم بیقرار ھیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان -

---

مولوي عبدالکریم صاحب (نشتر) بھیرا مارا (اے - بي - ایس ریلوے) سے لکھتے ھیں :

" * * * * * * * * * * * آپنے قیمت آٹھہ روپیہ رکھي ھے' میرا (وکامریڈ) کا بھي خریدار ھوں - اسکي ابتدا سے بارہ روپیہ قیمت رکھي گئي لیکن باوجود اسکے پچھلے سال انہیں ایک معتدبہ رقم کا

نقصان رہا ، ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ الہلال آٹھ روپیہ میں کیونکر زندہ رہسکے گا حالانکہ یقیناً اسکی طیاری میں کام قریۃ سے زیادہ لاگت آتی ہوگی * * * * پس آپ اسدرجہ ایثار تو نہ کریں کہ کام چل ہی نہ سکے، میرے خیال میں کم از کم بارہ روپیہ تو ضرور ہی قیمت ہونی چاہئے، اب بھی یہ ممکن ہے، آپ قیمت اگر بڑھادینگے تو امید ہے کہ کوئی منصف مزاج آدمی معترض نہوگا ، میں سب سے پہلے اس اضافے کو منظور کرتا ہوں - آپ تمام پرچے میرے نام بارہ روپیہ پر وی - پی بھیجدیں"

اسطرح کے بعض خط چند اور احباب کے بھی آئے اور زبانی تو بہتوں نے نصیحت کی مگر ہم اپنے دل کا زخم کیونکر دکھلائیں؟ (نشتر) صاحب کے اس لطف و نوازش کے ممنون ہیں - قیمت تو اب جو مقرر کردی ہے وہی رہےگی ، اور آپکو بھی آٹھ روپیہ ہی کا وی پی جائیگا، البتہ اردو پریس کے قدردانوں کی عام بد مذاقی میں آپنے جو شناسانہ تحسین کی ہے اسکو ہم بہت قیمتی سمجھتے ہیں -

ہم نے جب الہلال کی اشاعت کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے یہ سوال سامنے آیا کہ مقاصد و خیالات کی جو متاع لیکر بازار میں نکلتے ہیں، اسکے خریدار ہی کتنے ہونگے ؟ نفرت و استکراہ کے سوا ان خیالات کی قسمت میں آور کیا ہے ؟ اسلئے ضرور ہے کہ رسالے میں کچھہ باتیں ایسی بھی ہوں جو (کونین) پی تلخی پر شکر کی ایک تہ جمادیں اور اسطرح کم از کم ضمناً ہی ہماری صدائیں کانوں تک پہنچ جائیں -

ٹائپ کا تو ہمیں برسوں سے خیال تھا ، البتہ تصاویر کا خیال اُسی وقت ہوا کہ جلب انظار و طبائع عامہ کا ذریعہ ہوگا ، لیکن پہلی مشکل سے مشکل تر سوال یہ سامنے آیا کہ اس انتظام و اہتمام کے بعد رسالے کی قیمت کیا ہوگی ؟

یہ غلط ہے کہ قوم کی قوم مفلس ہو رہی ہے ، اسلئے کوئی قیمتی شے اسکو دینا ہی نہیں چاہئے اور اسکے افلاس ، اور اپنے زندہ رہنے کی ضرورت کو پیش رکھکر ہمیشہ سستا مال ہی بازار میں رکھنا چاہئے ، جو قوم اپنے لڑکوں کی بسم اللہ میں سیکڑوں روپے خرچ کر سکتی ہے ، اور ہر چوتھے دن اپنے شرٹ کی دھلائی ایک روپیہ اور کالر کی چار آنہ دیسکتی ہے ، وہ شاید اچھی اور قیمتی مطبوعات کے خریدنے سے کچھہ زیادہ عاجز نہیں ، لیکن مشکل یہ تھی کہ ہم بد قسمتی سے رسالہ اُردو زبان میں نکالنا چاہتے تھے اور ہم سے پیشتر آنے والوں نے اُردو پبلک کو جس ارزانی کا عادی کر دیا تھا ، وہ طبیعت ثانیہ کا حکم رکھتی تھی ، لوگ اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر تھے کہ کیوں وہ ایک سستی چیز کی موجودگی میں کسی گراں شے کی خریداری جائز رکھیں ؟

بالاخر ہم نے ہرچند بڑھنے کی کوشش کی مگر پانچ روپیہ بارہ آنے سے آگے نہ بڑھسکے ، کیا اچھا ہوتا اگر یہی قیمت رہسکتی ، لیکن جب مشینیں آکر لگ گئیں ، باقاعدہ طور پر کام شروع ہونےلگا اور ایک صحیح میزانِ مصارف سامنے آئی تو باوجودیکہ آمدنی میں دو ہزار خریدار

فرض کرلے تھے لیکن ... اس طرح کام کے زندہ رہنے کی اس قیمت میں امید نہ بن سکتی

جو حساب ہمارے سامنے تھا اسکے لحاظ سے کم از کم بارہ روپیہ قیمت ہوتی تو دو ہزار خریداروں کی صورت میں دفتر قائم رہنے کی اُمید رکھتا ، لیکن ہم نے آٹھہ روپیے کو بھی بمشکل قبول کیا اور اس کا اعلان کردیا - خدا تعالی شاہد ہے (وہو یعلم سری وعلا نیتی) کہ اگر ہمارا بس چلتا تو ہم تو مفت تقسیم کرتے ، ان خرید و فروخت کی باتوں سے ہم فقرا کو کیا تعلق ؟ لیکن کیا کیا جاے کہ آجکل اشاعت مقاصد وخیالات کا اور کوئی ذریعہ نہیں ، مجبوراً رسالہ نکالنا پڑتا ہے ، اور جب نکلا ہے تو اسکو قائم رکھنے کیلئے قیمت کا لینا ناگزیر ، ہمارا اعتماد صرف خدا ہی پر ہے - ہم (نشتر) صاحب سے بہتر جانتے ہیں کہ اسطرح اپنے تئیں مٹانے سے کوئی کام چل نہیں سکتا - جب تک روپیہ باقی ہے لٹاتے رہئےگا ، اسکے بعد کام کا کیا حشر ہوگا ؟

لیکن میں انہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ گو مَیں مٹنا چاہوں ، لیکن جس کے لئے مٹنا چاہتاہوں وہ معاملہ کا ایسا کھوٹا نہیں ہے کہ مجھے مٹنے دیگا ، یاد رکھئے کہ دنیا میں صرف سچائی اور خلوص ہی میں زندگی ہے ، خلوص کبھی ضائع نہیں جاتا ، اور سچائی کبھی نہیں مرتی ، اگر میرے دل میں سچائی کا ایک ذرّہ بھی موجود ہے ، تو میں ایک ایسی طاقت ، ایک ابدی زندگی ، ایک ایسی غیر فنا ہستی ہوں جو کبھی مٹ نہیں سکتی ، دنیا کی کوئی طاقت اسکو مٹانے پر قادر نہیں ، آپ لوگ روز دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے اور پانی ڈبوتا ہے اور اسکو نیچر کا ایک ناممکن التبدیل قانون سمجھتے ہیں ، یقین فرمائیے کہ میں بھی اُسکی قدرت اور نصرت کے ایسے ہی قانون روز دیکھتاہوں ، شاید کبھی آگ نہ جلا سکے اور پانی نہ ڈُباسکے اور یہ ممکن ہے ، مگر میرے عقیدے میں یہ تو قطعاً ناممکن ہے کہ ایک ہستی خدا سے صلح کرلے اور پھر زندگی کے کارزار میں اُسے شکست ہو : فیالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من التائبین - ہمارے دوستونکو وہ آیت یاد رکھنی چاہئے جس سے بہتر ہمیں کوئی ماٹو رسالے کے لئے نہیں مل سکا : لا تھنوا ، ولاتحزنوا ، وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین -

اگر ہم اپنے اندر (ان کنتم مؤمنین) کی شرط پیدا نہ کرسکیں تو وعدۂ الہی کا کیا قصور ؟ -

---

ہم نے اپنے ایک فیاض لطف فرما رئیس کے عطیے کو شکریے کے ساتھہ واپس کر دیا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بعض سخت سے سخت آزاد خیال دوست بھی ہمیں لکھہ رہے ہیں کہ جن لفظوں کے ساتھہ واپس کیا گیا ان میں ضرورت سے زیادہ سختی تھی ، ممکن ہے کہ ایسا ہو ، لیکن ہم نہایت خوش ہیں کہ ہمارے معاصرین میں سے تو اکثر نے اس سے اتفاق کیا ہے اور اصل مقصود یہی تھا کہ ہمارے معاصرین سمجھیں کہ انسان بک سکتے ہیں ، مگر انسان کی رائے اور ضمیر کا شرف نہیں بیچا جاسکتا -

لیکن معزز معاصر (پیسه اخبار) نے اخلاق کے عمدہ اچھے اور تذکرے بھي چھیڑ دیے ھیں ‘ وہ لکھتے ھیں کہ یہ سب سچ ہے اور اخبار نویسي کا فرض یقیناً امر بالمعروف و نہي عن المنکر ہے لیکن " جو اخبارات ھر روز ان لوگوں کو گالیاں دیتے ھیں جو انکے ھم خیال نہیں یا اُنکي غلطیوں پر انھیں ٹوکتے رھتے ھیں وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرتے ھیں "

لیکن ھم اس عبارت کا مطلب بالکل نہ سمجھہ سکے ‘ عربي زبان میں تو امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا مطلب یہي ہے کہ " بھلائي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا " پس " غلطیوں پر ٹوکنا " تو ایک ایسا عمل ہے جو ٹھیک ٹھیک " نہي عن المنکر " کا فرض ادا کرنا ہے ‘ پھر نہیں معلوم ھمارے دوست نے اسکا مطلب کیا قرار دیا ہے کیا انکے عقیدے میں غلطیوں کي ھمت افزائي کرني چاھئے اور " ٹوکتے رھنے " کي جگہ صلۂ و تحسین کا مستحق سمجھنا چاھئے ؟

"لیکن ھم سمجھتے ھیں کہ عجب نہیں یہ کاتب کي غلطي ھو‘ اصل میں عبارت یوں ھوگي :

لیکن جو اخبارات ھر روز ان لوگوں کي مدح و ثنا کرتے ھیں جنسے اُنکے بعض اغراض شخصیه وابستہ ھیں ‘ اور کبھي انکي غلطیوں پر اُنھیں ٹوکتے نہیں‘ وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا حق ادا کرتے ھیں ؟ "

کاتب صاحب درمیاني عبارت چھوڑگئے اور پھر مصحح صاحب وقت کي قلت کي وجہ سے تصحیح نہ کرسکے اسي لئے تو ھم کہتے ھیں کہ پتھر کي چھپائي کو اب خیرباد کہنا چاھئے ‘ ناسمجھہ کاتبوں کي وجہ سے ھمیشہ اسطرح کي غلطیوں اور عبارت کے محرف ھوجانے کا خوف لگا رھتا ہے اور پھر کاپیوں کے خراب ھوجانے کے ڈر سے روزانہ اخبارات تصحیح بھي نہیں کرسکتے اگر پیسہ اخبار ٹایپ میں چھپتا تو فوراً یہ سطریں بدلدي جاتیں اور غلطي کي اصلاح ھوجاتي -

---

آگے چلکر انھوں نے بعض امداد لینے والے اخبارات کو تصریح کے ساتھہ گنایا ہے اور اسمیں ھمارے مقامي معاصر (کامریڈ) کو بھي الزام دیا ہے کہ " وہ بعض ھمدردان قوم سے سب سڈي لینے میں کوئي ھرج نہیں دیکھتا " ھم کو جہاں تک معلوم ہے غالباً کامریڈ نے کوئي رقم بطور مالي امداد اور رئیسانہ عطیات کے تو نہیں لي ہے البتہ ھزھائینس سر آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد نے کچھ روپیہ اسلیے دیا ہے کہ اُسکے ذریعے سے کم استطاعت طلبا کو کامریڈ کم قیمت پر دیا جاسکے اور وہ اصلي قیمت میں سے جتنے روپیونکي طلبا کے ساتھہ تخفیف کریں اُسقدر روپیہ ان صاحبوں کي طرف سے وصول سمجھہ لیا جاے تاکہ دفتر کو نقصان نہ ھو‘ عام عطیات اور اس طریق میں ضرور فرق ہے -

---

کچھہ دنوں سے پنجاب کے اخبارات میں شب برات کي آتشبازي کا مسئلہ چھڑگیا ہے- شیخ محبوب عالم صاحب اور میاں محمد شفیع وغیرہ نے کمشنر صاحب سے ملکر بند کرانے کي کوشش کي‘ پارٹي فیلنگ تو پیشتر سے موجود تھا اُنکے مخالفوں نے اسکي بھي مخالفت کي کہ آتشبازي تو ایک بہترین اسلامي شغل اور مفید ترین وطني صنعت ہے - مخالفین کو اسپر شرعي دلائل کي تلاش ھوئي اور اب روایات فقہیہ اور علما کے فتوؤں کي جستجو ھو رھي ہے‘ دنیا جانتي ہے کہ ھم اپنے پرایئٹل خیالات میں ایک لمحہ کیلئے بھي شیخ صاحب یا میاںصاحب سے متفق نہیں ھوسکتے‘ لیکن یہ کس مذھب اور کس اخلاق کي تلقین ہے کہ جس شخص سے ایک معاملے میں اختلاف ھوجاے تو پھر اسکي ھربات کي مخالفت کي جاے ؟ اسلام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کے انار اور پھلجھڑي چھوڑنے سے خوش ھو اور یہہ کوئي ایسي پیچیدہ اور مختلف فیہ بات نہیں ہے جسکے لئے قرآن و حدیث کي ورق گرداني کي ضرورت ھو‘ اسلام ھر اُس شے کا جو دین و دنیا میں کار آمد نہو یا اسراف ولہو و لعب کا آلہ ھو سخت سے سخت دشمن ہے وہ اپنے پیروؤں کو صرف اعمال صالحہ میں منہمک دیکھنا چاھتا ہے‘ ومن الناس من یشتري لھوالحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (۳۱ : ۵) میں ھم تو ان تمام باتوں کو داخل سمجھتے ھیں -

اگر في الحقیقت میاں محمد شفیع اور شیخ محبوب عالم صاحب اس سال اس مہلک اور مضر رسم کو کم کرنے میں کامیاب ھوے ھیں تو ھم انکے ممنون ھیں اور مسلمانوں کو بھي ھونا چاھئے -

تعمیر بصرۃ کا ارادہ

گو " خرابي بصرہ " کے بعد اسکي تعمیر محل ھو‘ لیکن تاھم خوش ھیں کہ اب بعض لوگوں کو اسکا خیال ھوچلا ہے ‘ ایک دو صاحب اینٹ کي تلاش میں نکلے ھیں اور کئي ایک گارا چونا بنانے میں مصروف ھیں - علي گڈہ کا نیم سرکاري اخبار (البشیر) ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

" پچھلے سال ھماري راے تھي کہ مسلم یونیورسٹي کے لئے جس قسم کي شرائط گورنمنٹ تجویز کرے اُس کو منظور کرنا اور گورنمنٹ کي مہرباني پر بھروسا کرنا لازم ہے - مگر تقسیم بنگال کي منسوخي کے بعد سے ھماري یہ راے ھوگئي ہے کہ جب تک اظہار راے کي قانوني آزادي ھم کو حاصل ہے بلا اس خیال کے کہ گورنمنٹ ھم سے خوش ھوگي یا نا خوش اپني قومي ضروریات کو ظاھر کرتے رھیں- * * * علیگڈہ کالج کي موجودہ آزادي کو ھم اس لیے قربان کر رھے ھیں کہ ھماري تعلیمي رکاوٹیں دور ھوں - مگر جبکہ چارٹر لینے سے زیادہ رکاوٹ پیدا ھوگي تو ھم کو ایسي یونیورسٹي کو دور سے سلام کرنا چاھئے-"

مولوي بشیر الدین صاحب یقین فرمائیں کہ ھم اس حادثۂ جانکاہ میں اُنسے دلي ھمدردي رکھتے ھیں‘ موت سب کو پیش آنے والي ہے‘ لیکن

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس کہ انکي وفادارانہ اور عقیدت مندانہ پالیسي پر پوري طرح ایک گرمي بھي نہیں گذري اور یونیورسٹي کي قرطبہ دستکاریوں کي طرح اپنے پہلے موسم بہار ھي میں دنیا سے چل بسي - انا للہ وانا الیہ راجعون

لیکن کیوں جناب! سعدي کے اُس مشہور شعر کا پہلا مصرع کیا ہے ؟

لیک بعد از خرابي بسیار

الہلال

١١ اگست ١٩١٢

* * *

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

الحب فی اللہ' و البغض فی اللہ - الساکت عن الحق شیطان اخرس

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ - (٣ : ١٠٦)

(١)

ایک اصولی بحث

سچ یہ ہے کہ پل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اسکے نیچے آتش جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں - لیکن اسکا سامنا صرف قیامت ہی کے دن پر کیوں اٹھا رکھا جاے ؟ (الدنیا مزرعۃ الاخرۃ) آج دنیا کے سفر میں بھی پل صراط ہر شخص کے سامنے ہے -

یہ پل صراط درحقیقت (اخلاق) کی دشوار گذار راہ ہے ' جذبات و امیال انسانی کے اعتدال کا لاینحل مسئلہ ہی اصلی پل صراط ہے' بال سے زیادہ باریک ' تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور اسکے نیچے ہلاکت و بربادی کا قعر؛ آدم کی اولاد میں سے کوئی نہیں جسکو اسپر ایک بار نہ گذرنا ہو : و ان منکم الا واردھا ' کان علی ربک حتماً مقضیا [تم میں سے کوئی نہیں جو اسپر سے نہ گذرے ' یہ ایک وعدہ اور فیصلہ ہے جسکو خدا نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے - ١٩ : ٧٢]

اخلاق کے سینکڑوں مشکل مسائل میں سے ایک مشکل تر مگر اصولی مسئلہ حب و بغض' تولا و تبرا' تحسین و تذلیل' اور عفو و انتقام کا بھی ہے' ایک طرف اخلاق ہمکو تلقین کرتا ہے کہ دل کو محبت کیلئے مخصوص کردو کہ اس گھر کیلئے یہی فانوس موزوں ہے' انیس سو برس پیشتر کا ایک اسرائیلی واعظ کہتا ہے کہ : دشمنوں کو بھی پیار کرو ' کیونکہ اگر صرف چاہنے والوں کو چاہا تو تمہارے لئے کیا اجر؟

اخلاق کے اولین اور سامنے کے سبق یہی ہیں کہ پیار کرو' خاکسار بنو' کسی سے بغض نہ رکھو' سب کی عزت کرو ' انسان کی انسانیت کا بغیر تفریق ادب کرو' اور جسکو سامنے دیکھو سر جھکادو؛ سوسائٹی نے بھی صدیوں سے ان تعلیموں کو اعتقاداً قبول کر لیا ہے اور اصطلاحی اخلاق' مروت ' پاس و لحاظ' شرم و حیا ' شرافت و انسانیت ' تمام الفاظ انہیں معنوں میں بولے جاتے ہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اسی اخلاق کا ایک دوسرا پارٹ ہے ' جہاں آکر اسکی یہ غریب و مسکین صورت ایک سخت اور جابرانہ خشونت سے مبدل ہوجاتی ہے اور دنیا میں اگر اسکی صدا پہلی تعلیم دیتی ہے ' تو خود اسکا عمل دوسری شکل میں سامنے آتا ہے' وہ چور کو قید کرتا ہے ' قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے' نیکی کی جتنی تعریف کرتا ہے ' اتنی ہی بدی کو برا بھی کہتا ہے' زید کو کہتا ہے کہ وہ نیک ہے ' اسلئے اچھا ہے ' عمر کو کہتا ہے کہ تم بد اعمال ہو اسلئے برے ہو' ظالم سے اسکے ظلم کا اور مجرم سے اسکے جرم کا مطالبہ کرتا ہے' پہلی حالت میں جسقدر عاجز تھا' اتنا ہی اس حالت میں مغرور و متکبر ہو جاتا ہے' پہلے اگر عاجزوں کے جھکے ہوے سروں کو اٹھا کر اپنے سینے پر جگہ دیتا تھا ' تو اب سرکشوں کے سروں کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کرتا ہے اور پھر ساتھہ ہی حالت یہ ہے کہ اسکی پہلی تعلیم سے اگر صرف معبدوں اور خانقاہوں میں رونق پیدا ہوتی تھی' تو اس عمل سے پوری دنیا میں انتظام اور قانون قائم ہوتا ہے -

ایسی حالت میں اصول کیلئے ایک سخت تصادم اور کشمکش پیدا ہو جاتی ہے اور فیصلہ ہکا بکا رہجاتا ہے' سوال یہ ہے کہ ان متضاد حالات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟ عفو و درگذر کے اصول سے کام لیجئے تو دنیا میں نیکی و بدی کی تمیز اٹھہ جاتی ہے' انتقام و پاداش کی راہ اختیار کیجئے تو دنیا سے رحم و محبت نابود ہو جاتی ہے' سب کو اچھا کہئے ' تو صرف اچھوں کیلئے پھر آپکے پاس کیا ہے ' برائی کیجئے تو اسکے حدود اور فیصلہ کن اصول کیا ہیں ؟

* * *

آج ملک میں جو طبقہ شخصی حکومت کے جراثیم سے مریض ہو رہا ہے' وہ گو خود جاں بلب ہے' مگر اسکی نظر اپنے مرض پر نہیں بلکہ دوسروں کی شکایتوں پر ہے' غلامی کے حلقوں کیلئے سب کے کان چھدے ہوے ہیں' پانوں برسوں سے بوجھل بیڑیوں کے عادی ہو گئے ہیں' ان حلقوں اور بیڑیوں کیلئے ضرور نہیں کہ وہ تخت و تاج ہی کی طرف سے بخشے گئے ہوں بلکہ ہر چاندی کا ڈھیر' ہر قیمتی کپڑا' ہر قیمتی موٹر' ہر ہوٹل کی اعلی ترین منزل کا مقیم' اور ہر وہ مدعی جسکے گلے میں طاقت اور جیب میں سکے ہوں ' ایک قانونی اور موروثی حق رکھتا ہے کہ جسکو چاہے اپنے حلقۂ غلامی کے انتساب کا فخر دیدے' رسول عربی کے وقت تین سو ساتھہ بت تھے جنسے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں ' لیکن آج اسکی امت میں ہر چمکیلی ہستی لات و منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم ' ہر رئیس ' ہر حکام رس اور سب سے آخر' مگر سب سے پہلے ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے' پوری ملت موحد انکی پوجا اور پرستش میں مشغول ہے اور بعینہ اس پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو قریش مکہ کے پاس تھا کہ : ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (٣٨ : ٤) ویعبدون من دون اللہ ما لا ینفعھم ولا یضرھم ویقولون ھولاء شفعاؤنا [illegible]

اس انسان پرستی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ بالعموم طبیعتیں مدح و تحسین کی عادی ہوگئی ہیں' نکتہ چینی اور نقد و اعتراض کی متحمل نہیں ہو سکتیں' ہر شخص مخاطب سے اگر کوئی قدرتی امید رکھتا ہے تو وہ یہی ہوتی ہے کہ مدح و منقبت کا ترانہ سنائے اور زیادہ تحسین و آفرین کی پے در پے بخشش سے ساقی [illegible]

ہاتھہ کبھي نہ تھکے ‘ شرک و بت پرستي کے اس عام سکون میں اگر کوئي صداے توحید خلل انداز ہوتي ہے تو ہر طرف سے آپنے ایک قدیمي پیشرو کي طرح : لئن اتخذت الہا غیري لاجعلنک من المسجونین [اگر میرے سوا کسي دوسري ذات کو تو نے اپنا معبود بنایا تو میں تجھکو قید کردونگا ۲۶ : ۲۹] کا غل مچ جاتا ہے‘ اور صرف یہ معبودان باطل ہي نہیں بلکہ انکے پرستار بھي چارونطرف سے توت پرتے ہیں ‘ یہ ایک قدیمي سنت ہے اور دنیا میں جب کبھي سچائي آئي ہے‘ تو اسکو ہمیشہ ایسے ہي لوگوں سے مقابل ہونا پڑا ہے : فما کان جواب قومہ‘ الا ان قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ . ۶۸)

ایسے موقعوں پر عموماً اخلاقي مواعظ سے کام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بڑے آدمیوں پر حملہ کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے‘ گالیاں دینا کوئي اچھي عادت نہیں‘ اختلاف راے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے‘ یہ کوئي ایسي بات نہیں کہ مخالف آرا رکھنے والوں کي تذلیل و تحقیر کي جاے‘ پھر اگر ایسا کرنے کیلئے آپ مجبور ہیں تو ذرا لہجہ نرم کیجئے اور شکایت بھي کیجئے تو شکر کے لہجہ میں کیجئے‘ نرمي اور محبت سے کام نکلے تو سختي دکھلانا شان شرافت نہیں -

آجکل بھي کہ ہشیاري و بیداري کي نہیں تو خمار و سرشاري کي ایک کروٹ تو مسلمانوں نے ضرور بدلي ہے : نکتہ چینوں کي زبانوں کو ایسے ہي ظاہر فریب اور اخلاق نما جملوں سے بند کیا جارہا ہے ‘ پس ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اصولاً اس مسئلے پر غور کریں کہ في الحقیقت اس بارے میں کوئي فیصلہ ہمارے پاس ہے یا نہیں ؟ کسي کو برا کہنا یقیناً اچھي بات نہیں ‘ دل محبت کیلئے ہے نہ کہ عداوت کیلئے‘ لیکن کیا ایسي صورتیں بھي ہیں جنمیں یہ برائي ہي سب سے بڑي نیکي اور بھلائي ہو جا سکتي ہے ؟

* * *

سب سے پہلے اسے اخلاق کے عام اصول کے لحاظ سے دیکھئے جب بھي فیصلہ صاف ہے ‘ دنیا میں جس دن اخلاق نے کہا کہ نیکي کو نیک اور نیک عمل کو اچھا کہو کیونکہ بغیر اسکے دنیا میں نیکي زندہ نہیں رہسکتي ‘ اسي وقت اس نے ضمناً یہ بھي کہدیا کہ نیکي کي خاطر بدي کو برا اور بد عمل کو قابل نفریں سمجھو کیونکہ نیکي کو اسکا حق تحسین مل نہیں سکتا جب تک بدي کو اسکي سرزنش اور نفریں نہ مل جاے -

زیادہ غور کیجئے تو یہ ایک قدرتي اور عام معمول بہ بات ہے گو اسکا آپکو حس نہو‘ دنیا میں اخلاقي محاسن في الحقیقت ایسے اعراض ہیں ‘ جو بغیر کسي اضافی تعلق کے کوئي وجود مستقل نہیں رکھہ سکتے - یہي سبب ہے کہ انکا فیصلۂ قطعي ہمیشہ سے مشکل رہا ہے اور اب بھي مشکل ہے - پس ان محاسن و فضائل کا اگر کوي وجود ہے تو صرف انکے اضداد کے تقابل ہي کا نتیجہ ہے‘ جب تک رذائل انساني کو نمایاں نہ کیجئے گا ‘ فضائل انساني وجود پذیر نہونگے ‘ اسکے لئے روشني اور تاریکي کي مثال شاید فہم مقصد میں معین ہو کہ روشني کا وجود صرف تاریکي کے وجود ہي کا نتیجہ ہے -

رہا اخلاقي تلقینات اور اعمال کا اختلاف ‘ تو یہ تو اخلاق کے ہر مسئلے میں در پیش ہے مگر در حقیقت دونوں صورتوں میں کوئي تضاد نہیں - اخلاق دنیا مین کسي شے کو في نفسہ اچھا یا برا کہنے کا فیصلہ نہیں کر سکا ‘ اسکي ہر تعلیم نسبت و اضافت سے وابستہ ہے اور اسکي تبدیلي کے ساتھہ بدلتي رہتي ہے ‘ کوئي شے اسکے آگے نہ تو اچھي ہے اور نہ بري ‘ ایک ہي چیز کا بعض حالتوں مین نام نیکي ہوتا ہے اور بعض حالتوں مین بدي ‘ یہي حال اس مسئلۂ کا بھي ہے ‘ عفو و درگذر‘ آشتي و محبت ‘ نرمي و عاجزي انسان کیلئے سب سے بڑي نیکي ہین لیکن کن کے سامنے ؟ عاجزوں‘ درماندوں کے سامنے‘ نہ کہ ظالموں اور مجرموں کے آگے ‘ ایک مسکین و فلاکت زدہ پر رحم کیجئے تو سب سے بڑي نیکي‘ اور ایک ظالم پر کیجئے تو سب سے بڑي بدي ہے - گرے ہوون کو اٹھائیے تا کہ وہ چل سکین‘ لیکن اگر سرکشوں کو ٹھوکر نہ لگایئے گا تو وہ گرے ہوؤں کو اور گرادیں گے‘ قانون کو دیکھئے تو وہ جرم کو روکنے کیلئے خود جرم کرتا ہے ‘ خوں ریزي اسکے سامنے سب سے بڑي معصیت ہے‘ لیکن خون ریزي کو روکنے کیلئے وہ قاتلوں کے خون بہانے ہي میں امن دیکھتا ہے ‘ قاتل کا قتل بدي تھا لیکن عدالت کا فتوئے قتل نیکي ہوگیا -

ہم نے بغیر کسي ترتیب کے چند جملے پھیلا دے کیونکہ یہ اخلاق کے ایسے عام اعمال ہیں جنکو یاد دلادینا ہي کافي ہے‘ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر انسان اخلاقاً نرمي و آشتي اور محبت و عفو کا مستحق ہے اور کسي کا برائي کے ساتھہ ذکر کرنا اخلاق کے اصول کے خلاف ہے‘ وہ اخلاق کے نام سے ایسي سخت بد اخلاقي کي تعلیم دینا چاہتے ہیں جس پر اگر ایک لمحے کیلئے بھي عمل کیا جائے تو دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے‘ نیکي و اعمال صالحہ کا نظام درہم برہم ہو جاے‘ قانون‘ اخلاق‘ مذہب‘ حسن و قبح کي تمیز اور نور و ظلمت کي تفریق‘ کوي بھي خدا کو خوش کرنے والي چیز دنیا میں باقي نہ رہے -

یاد رکھو کہ ہر محبت کیلئے ایک بغض لازمي ہے ‘ اور کوئي عاجزي نہیں کرسکتا جب تک کہ متکبر و مغرور بھي نہو‘ نیکي کو اگر پسند کروگے تو اسکي خاطر بدي کو برا کہنا ہي پڑیگا اور خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو شیطان کي دشمني کي پروا مت کرو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ اسکے لئے فیصلہ کن حدود معین ہونے چاہیین ‘ نرمي و آشتي اور عفو و درگذر کے مقامات کیا کیا ہین ‘ اور سخت گیري و پاداش و انتقام کا حق کس موقعہ پر حاصل ہوتا ہے ؟ -

* * *

عام اخلاق کے اصول بھي ان سوالوں کا جواب شاید دیسکتے ہین‘ مگر ہم تو دنیا کي ہر شے کو مذہب ہي میں ڈھونڈھتے ہیں اور پھر اسکے بعد نہین جانتے کہ دنیا میں اور کیا کہا جاتا ہے ؟ ہمارے ہاتھہ میں قران کریم ایک امام مبین ‘ تبیاناً لکل شي ‘ بیان للناس ‘ نور و کتاب مبین ‘ اور انسان کے ہر اختلاف و نزاع کیلئے ایک حاکم ناطق ہے ‘ اور پھر اسکا عملي نمونہ اور وجود ظلي اسکے حامل

مراسلات

و مبیّن کي زندگي کے اعمال هین که (لقد کان لکم في رسول الله أسوة حسنه) پس ان سوالوں کا جواب بھي وهیں ڈھونڈھنا چاهئے -

(اسلام) نے اپني تعلیم و دعوت اور اپني امت کے قیام و بقا کیلئے اساس اولین اور نظام بنیادي ایک اصول کو قرار دیا هے اور اسکو وہ " امر بالمعروف ونهي عن المنکر " سے تعبیر کرتا هے :

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر، ویامرون بالمعروف، وینهون عن المنکر اولائك هم المفلحون (۳ : ۱۰۱)

تم مین ایک جماعت هوني چاهئے جو دنیا کو نیکي کي دعوت دے ' بھلائي کا حکم کرے اور برائي سے روکے رهي فلاح یافته هیں

اس آیت مین خدا تعالی نے دعوت إلی الخیر ' امر بالمعروف ' اور نهي عن المنکر کو بطور ایک اصول کے پیش کیا هے اور مسلمانوں مین سے ایک گروہ کا اسکو فرض قرار دیا هے لیکن اسي رکوع مین آگے چلکر دوسري ایت هے :

کنتم خیر امة اخرجت للناس ' تا مرون بالمعروف ' وتنهون عن المنکر و تومنون بالله (۳ : ۱۹۶)

تمام امتوں مین تم سب سے بهتر امت هو که اچھے کاموں کا حکم دیتے هو اور برائي سے روکتے اور الله پر ایمان رکھتے هو

ایک تیسري آیت مین مسلمانوں کا یه ملی امتیاز اور قومي فرض زیاده نمایاں طور پر بتلایا هے :

وکذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (۲ : ۱۲۷)

اور اسی طرح هم نے تمکو درمیانی اور وسط کي امت بنایا تا که اور لوگوں کے مقابلے مین تم گواه بنو اور تمهارے مقابلے مین تمهارا رسول گواه هو

[قلت گنجائش کے سبب سے بے موقعه طور پر اس مضمون کو یهاں ختم کردینا پڑا حالانکه اصلي مبحث اب اسکے بعد تها ' آینده نمبر میں بقیه مضمون شائع کیا جاے گا] -

ترکي وفد جهاز (مدینه) میں (نومبر ۱۹۱۱) متعلق قسطنطنیه میں هجوم مشکلات کامل پاشا اور شهنشاه بیگم انگلستان بیٹھے هیں انکے پیچھے شهنشاه ' دهني جانب خدیو مصر اور لارڈ کچنر اور بائیں جانب ولي عهد دولت عثماني کھڑے هیں

نظرے خوش گذرے

اثر خامۂ حضرت (کشّاف)

حضرت (کشّاف) سے همارے پُرانے وعدے تھے ' رسالے کي اشاعت کے ساتھه هي هم نے یاد دهانیاں شروع کردیں ' لیکن بجاے اپنے مخصوص طرز علمي کے آج پهلي مرتبه اس بزم میں آئے بھي ' تو قلم و کاغذ لیکر نهیں ' بلکه ظرافت کے چند کھلونے اُچھالتے هوے ' خیر اسکو بھي غنیمت سمجھتے هیں ' مگر آینده همیں معاف رکھیں اگر اسطرح کے لطائف و فکاهات کي اشاعت سے معذوري ظاهر کریں ' انکو اپنے اصلي پایۂ علمي کو ملحوظ رکھکر سلسلۂ سخن شروع کرنا چاهئے -

---

یه مانا که آپسے قلمي امداد کے وعده کرلینے کا جرم غلطي سے کرچکا هوں ' مگر اسکے لئے یه تو ضرور نهیں که آپ (طرابلس) کو چھوڑ کر مجھي پر اپنے جهادي وار شروع کردیں ' اور هاں ' آپ تو ابھي شمالي افریقه میں عرب بدؤں کے خیموں کي چوبیں گن رهے تھے ' کبھي (خمس) کے معرکے میں نظر آتے تھے اور کبھي (سنوسي) کے علم جهاد پر لکھي هوي آیتوں کو نوٹ کرنے میں دنیا و ما فیها سے غافل تھے ' معرکۂ جهاد و دفاع کي مشغولیتوں سے آپکو فرصت هي نهیں ملتي تھي ' یه یکایک آپ کنرستان هند میں کهانسے آگئے ؟ اور پھر کرانچي یا بمبئي کے بندر پر بھي نهیں ' عین وسط هند یعنی (علي گڈه) میں ' اور وهاں بھي (اسٹریچي هال) کي سیڑھیوں کے سامنے ! خیر ' اب نزول اجلال فرمایا هے تو کبھي کبھي مجھے بھي اپنے ساتھه لے لیا کیجئے ' اور نهیں تو جب کبھي آپ قلم کان میں رکھکر آستین چڑھائیگا تو میں بھي اپنے لطائف و ظرائف کے کچاول سے ترکش اور نیام کا کام لینے کیلئے مستعد هو جاؤنگا -

---

آپنے پہلے نمبر میں (یوزباشي جاوید بک) پر مضمون لکھتے هوے اسلام کي اس خصوصیت پر زور دیا هے که " اُس نے اپنے جامع اضداد دور میں متضاد چیزوں کو جمع کردیا " اور پھر مثال میں تیغ و قلم کي یک جائي دکھلائي هے که علما نے قلم کو تلوار سے ' اور ارباب سیف نے تلوار کو قلم سے بدل لیا ' لیکن معاف فرمائیے گا ' آپ لوگ تاریخ اسلام کے گذشته خوابوں میں ایسے محو هیں که حال کي طرف نظر هي نهیں ' آپکو واقعات ملتے هیں ' تو وهي عهد مامونی و هاروني کے ' فخر کیجئے گا تو وهي ریگستان حجاز کي وحشت اور بدویت پر ' مثالیں بیان کرنے پر آئیے گا تو غزالي اور ابن تیمیه کے سوا گویا دنیا میں اور کوئي دوسرا انسان پیدا هوا هي نهیں -

آپ نے اسلام کي اس خصوصیت کو تو خوب نکالا ' لیکن اسکي

تازہ ترین مثال مجھ سے پوچھئے ' ابن تیمیہ کے تنگ و تاریک حجرے میں کیا دھرا ہے' میں آپکو بیسویں صدی کی پرفضا اور پرشوکت عمارتوں میں لے چلتا ہوں' دور جانے کی ضرورت نہیں' اجکل آپکو (علی گدہ) سے بہت دلچسپی ہے اور خدا ہر مسلمان کو اسکی توفیق عطا فرماے (حب الکالج من الایمان) اپنے قومی کالج ' کیمبریج اور اکسفورڈ کے وجود ظلّی ' قرطبہ اور نظامیہ کے تمثال تناسخی کو دیکھئے کہ ابتداے خلقت عالم سے جو چیزیں باہم متضاد و مخالف چلی آتی تہیں' اسلام کے جامع اضداد کارنامۂ خصوصیت نے کس طرح اپنے اس فرزند رشید میں جمع کردیں' مام دنیا جانتی ہے کہ الحاد اور غلامی دو باہم ضدِ یک دگر ہیں' الحاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی طرح کی پابندی اور تقیّد کو منظور نہیں کرتا ' یہاں تک کہ خدا کی بندگی کا ھار بھی پہنایا جاے تو اسکو بھی گلے سے اُتا کر پھینکدے' غلامی اور استبداد بالکل اسکے مقابل' اور اسکا ضد حقیقی ہے' اسکے معنے ہیں تعبّد' بندگی' پابندی؛ آجتک کبھی یہ دو چیزیں ایک جگہ جمع نہین ہوئیں ' مگر خدا کیلئے انصاف کو ھاتھہ سے ندیجئے' یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو (علی گدہ کالج) سے بعض امور میں اختلاف ہو' لیکن پھر بھی اعلان حق کا مقتضی یہ ہے کہ مخالف کی بھی قابل تحسین باتوں کی جی کھولکر داد دی جائے ' فرمائیے کہ مادرِ کالج نے ابتدا سے ان دونوں باہم دشمن بچوں کو ایک ھی وقت میں زانو پر بیٹھا کر دودہ پلایا یا نہیں ؟ " دھنے ھاتھہ میں الحاد کا لیمپ' بائیں ھاتھہ میں غلامی کا چراغ ' اور سر پر کلمۂ (لا معبوداً سواہ و لا موجوداً سواہ) کا تاج" رکھا یا نہیں ؟

آپنے گذشتہ نمبر میں (مسلم یونیورسٹی) تو پر بڑا لنبا چوڑا وعظ کہا :

خطبۂ ' چون سخن قامت محبوب دراز

لیکن آپکی بے راھہ روی کا بھی عجب حال ہے' کہیں تو آپکو سامنے کی مثالیں نظر نہیں آتیں' اور کہیں تاریخ اسلام کے مشہور اور پیش پا افتادہ واقعات بھی بھول جاتے ہیں -

(مسلم یونیورسٹی) پر بحث کرتے ہوے آپ لکھتے ہیں :

" سچ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا معاملہ در اصل ایک ناگہانی ھنگامہ تھا جسکو بہتوں نے تو سمجھا ھی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جس طرح بنے آے روپیہ دیکر خرید لینا چاھئے "

اس موقعہ پر آپ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کو بالکل بھول ھی گئے' آپسے تو ھمارے کور دہ قصبے کے حرف شناس اچھے ہیں جو پرسوں شام کو ایک صحبت میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے تھے :

" کیوں حضت ! خواہ کچھہ ھی ھو ' لیکن مسلم یونیورسٹی نے سب سے پہلے تمام ھندوستان کے مسلمانوں میں ایک متفقہ اور متحدہ جوش تو ضرور ھی پیدا کردیا ' اور ھمارے نئے قومی لیڈر ھزھائنس سر (آغا خان) کی لیڈری تو سب نے مان لی "

" جی ھاں مگر یہ ایسا ھی اتفاق تھا ' جیسا (بیعت سقیفہ) کے دن ھوا تھا ' اور جسکو خود حضرت (عمر) نے (کان فلتۃ) سے تعبیر کیا ہے "

" یہ تو آپ نے شیعوں کی سی بات کہدی ' خیر اگر آپ اسکو (بیعت سقیفہ) سے تشبیہ دیتے ہیں تو یہی سہی ' مگر وھاں تو اوس وقت صرف مدینہ ھی کے مہاجرین و انصار نے بیعت کی تھی "

" درست ہے ' یہاں بھی سب سے پہلے (علی گدہ) کے مہاجرین ھی نے ھاتھہ بڑھایا ' اور اسکے بعد تو وھی (کان فلتۃ) "

" اپکی باتین بھی عجیب ہیں ' مگر پھر بھی تشبیہ ناقص ھی رھی ' وھاں تو ایک روایت سے تین اور بروایت دیگر چھہ آدمیوں نے (باستثناے حضرت امیر) اخر تک بیعت نہیں کی "

" مگر اس پہلو پر آپ نہ آئیں ' ورنہ میری فہرست بھی طول طویل ھوگی "

" اچھا خیر' اسے جانے دیجئے ' مگر (بیعت سقیفہ) میں خواہ کچھہ ھی ھوا ھو' ھم نے اُسے (اجماع) تو تسلیم کرھی لیا ہے ' پھر ایسا ھی اجماع آغا خاں کی بیعت پر بھی سمجھہ لیجئے ھمارا اسمیں ھرج ھی کیا ھوا "

" جی ھرج کو تو نہ کہئے ' پہلے اجماع کی تعریف بتلائیے ' پھر سن لیجئے گا "

" واہ یہ کونسی مشکل بات ہے (نور الانوار) اور اُسکے حواشی ھی کو منگوائیے : الاجماع ھو فی اللغۃ الاتفاق ' و فی الشریعۃ اتفاق مجتہدین الصالحین من امۃ محمد (صلعم) فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی - یعنی اجماع لغت مین تو اتفاق کو کہتے ہیں' اور اصطلاح شریعت میں اس سے مراد امت محمدیہ کے مجتہدین صالحین کا ایک زمانے میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا ہے "

" لیکن آپنے مجتہدین کی قید کی ضرورت نہ بتلائی (تلویح) میں بتلا دیا گیا ہے کہ : و قید بالمجتہدین ' اذ لا عبرۃ باتفاق العوام - یعنی مجتہدین کی اسلیے قید لگا دی کہ عوام کے اتفاق کا اعتبار نہیں "

" پھر اس سے کیا ھوتا ہے' ھمارے (آغا خان) کے واقعہ میں دار العلم و العمل (فرنگی محل) کے علماے کرام' پنجاب کے صوفیاے عظام' اور لاھور کے مجتہد العصر بھی تو شریک تھے "

" لیکن کیوں جناب' (امیر معاویہ) نے جب اپنے ولی عہد سلطنت کے لئے بیعت لی ہے تو سنا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ بھی اسمیں شریک ھوے تھے ' اور آپکا اصول ہے کہ (الصحابۃ کلھم عدول) انکے مجتہد صالح ھونے میں کس کو کلام ھو سکتا ہے ؟ اور پھر بقول (نور الانوار) صحابہ کا اجماع تو آرر محکم اور (اجماع مرکب) سے موسوم ہے' ایسی حالت میں کوئی مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی ویسا ھی اجماع تھا اور (فرنگی محل) وغیرہ کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے "

" مگر (فرنگی محل) کو (سید رشید رضا) کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جانے سے تو انکار ہے "

" آخر اسکی کوی وجہ تو ھوگی ؟ "

" جی ھاں ! اُنھوں نے بالکل منطقی استدلال سے کام لیا ہے "

" تو (فرنگي محل) سے خدا نخواستہ کیا آپ قران و حدیث کے استدلال کا سوء ظن رکھتے ہیں ؟ جس نصاب نظامیہ کي تدوین وہاں کے علم و عمل کا ثبوت ہے ' وہ بہي تو اسلام کي جگہ حضرت (ارسطو) کے دین مبین کے متوں و شروح و حواشي و فرہنگ و تعلیقات وغیرہ وغیرہ پر مبني ہے "

" آپکو تو ہر بات میں مذاق سوجھتا ہے ' پہلے اُنکا صغرا کبری تو سن لیجئے :

ایڈیٹر عالم نہیں

اور جو عالم نہیں وہ جاہل ہے

پس ایڈیٹر جاہل ہے

چونکہ سید موصوف (المنار) کے ایڈیٹر ہیں لہذا وہ عالم نہیں جب عالم نہیں تو دار العلم و العمل کے علما کیونکر ایک جاہل کے استقبال کے لئے جا سکتے ہیں ؟ "

" مگر میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ اس خوف سے نہین گئے ہونگے کہ سید موصوف اردو نہیں جانتے ' اور عربي میں گفتگو کرني پڑیگي "

" کیا خوب ' تو گویا آپکے خیال میں آج جو علما حضرت (ملا نظام الدین) کي مسند سنبھالے ہوے ہیں ' وہ عربي میں چار لفظ بول بھي نہیں سکتے ؟ مولانا (عبد الباري صاحب) جب مکہ معظمہ گئے تھے تو عربي میں وعظ کرتے تھے "

" شاید ' مگر ہم تو تحریر و تقریر کو یکساں سمجھتے ہیں ' جو شخص صحیح عربي لکھہ نہیں سکتا وہ بدرجۂ اولی بول بھي نہیں سکتا "

" یہ تو آپنے پہلي بات سے بھي عجیب تر سنائي ' آپنے اُنکا وہ عربي رسالہ نہیں دیکھا جو انہوں نے اپنے والد مرحوم کے حالات میں لکہا ہے ؟ "

" دیکھا تو ہے "

" پھر وہ تو عربي میں ہے "

" جي ہاں ' مگر فرنگي محل کي فرنگي عربي میں "

" یہ کیونکر ؟ "

" زیادہ تو نہیں ' مگر ایک دو مقام مجھے اس وقت بھي یاد ہیں - اپنے والد کے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں : (فجاء الحکیم ' و زی نبضہ) نہیں معلوم یہ کہاں کي بولي ہے اور مطلب کیا ہے ' کوئي عرب تو اسے سمجھہ سکتا نہیں ' بظاہر مرض کي مناسبت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم سے مراد طبیب ' اور (زی نبضہ) سے مراد نبض دیکھنا ہے - چونکہ اردو میں طبیب کو حکیم کہتے ہیں ' نیز یہ بھي محاورہ ہے کہ " حکیم نے نبض دیکھي " اسلئے حضرت نے اسي کا عربي ترجمہ بھي کردیا ! یہ نہ سمجھے کہ عربي میں حکیم تو فلاسفر اور حکمت دان کو کہتے ہیں اور نبض دیکھنے کو (جسّ نبضہ) کہیں گے ' یا کچھہ اور ' مگر دیکھنا نہیں کہیں گے ' یہ تو میرزا غالب کے ایراني دوست کا فارسي ترجمہ ہوئیا جس نے لفنؤ پرانے محلے (بالیماران) کو (محلہ گربہ کشان) لکھدیا تھا پھر جناب وہ اگر استیشن جاتے بھي تو ایسي ہي عربي میں (سید رشید رضا) سے گفتگو بھي کرتے اور وہ حیرت سے منہ تکتے کہ یہ کہاں کي بولي ہے ؟ اچھا ہوا کہ عقلمندي سے صاف نکل گئے "

" لیکن .... "

بس پھر تو مین بھي اس دوسرے موضوع سے گھبرا گیا ' جب تک (بیعت سقیفہ) تک رہي ' تو سننے مین لطف بھي آتا رہا ' لیکن اب یہ دار العلم والعمل میں کہاں تھوکرین کھائیے -

خیر ' تو مقصد یہ ہے کہ آپ ایسي صاف تاریخي مثال کو بھي بھولگئے ' میں نے یہ مکالمہ اسلئے محفوظ رکھا کہ ہمارے صوبے کے مشہور قومي لیڈر جناب (راجہ صاحب محمود آباد) یونیورسٹي کمیٹي کے صدر ہیں ' اور سنا ہے کہ انکو تاریخ اسلام " علي الخصوص قرون اولی کے واقعات سے بڑي دلچسپي ہے ' کہیں چھپ جاے گا تو انکي دلچسپي اور تفریح خاطر کا ذریعہ ہوگا ' اور زیادہ تر اسلئے بھي کہ .... لیکن اب تو حضرت اُس مکالمے کي سماعت سے کیا " بلکہ لکھنے سے بھي طبیعت گھبراتي ہے ' معاف فرمائیے ' پھر کبھي حاضر ہونگا ' یارزندہ صحبت باقي - (کشاف) -

امیر المحسنین صاحب المجد الخالد

محمد حسین بک ترکستاني

جس نے حال میں مجاهدین طرابلس کي اعانت کیلئے

نو لاکھہ روپیہ

بھیجا ہے

اینده نمبر میں انکے حالات شائع کیے جائیں گے

عربي
فارسی اور اُردو ٹائپ کی
اعلے ترین چھپائی کیلیے
[illegible]
مستعد
ہے

ناموران غزوۂ طرابلس

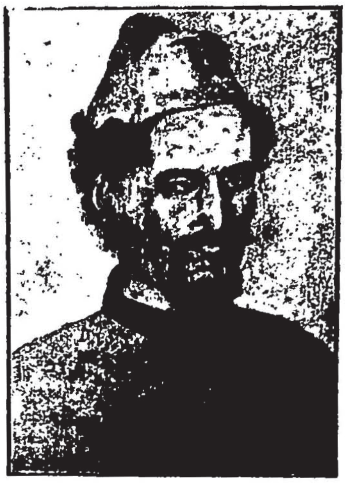

زوارہ کا نامور کماندر موسی بک

شیخ المجاهدین، محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازي انوربک

متع الله الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ وطول حیاته

(۳)

قاهرہ کے انگریزي اخبار (ایجیبشن گزٹ) نے ۱۸ - جولائي کے پرچے میں اپنے نامہ نگار متعینۂ (سلوم) کي یہ چٹھي شائع کي ھے :

" طرابلس اور برقہ میں آج عرب قبائل جو عدیم النظیر شجاعت اور ثبات و عزم دکھلا رھے ھیں، في الحقیقت یہ انکي دیني عصبیت اور جنگ وجدال کے طبعي مذاق و میلان کا کرشمہ ھے' لیکن ساتھہ ھي دشمنوں کے مال غنیمت کي کثرت' اور ھر طرح کي قیمتي چیزوں کي لوت نے انکے اس قدرتي میلان کو اور قوي کردیا ھے -

انکے لئے ایک قیمتي شے اتالین مقتولوں کا لباس بھي ھے اگرچہ اسکي جیب خالي ھو - (انوربک) نے انکي ضروریات کے لحاظ سے اب تھوڑي بہت نقد اعانت کا بھي انتظام کردیا ھے اور اُسکے پاس بلا کسي دقت کے روپیہ برابر پہنچ رھا ھے' مصر کے بعض تاجروں سے حسب ضرورت روپیہ منگوالیتا ھے اور وہ اسکي رسید دکھلاکر مصر کے عثماني قنصل سے اپني رقوم حاصل کرلیتے ھیں -

رسد کا انتظام منجملہ سخت ترین اور لاینحل مسائل جنگ کے تھا ' لیکن اب (انوربک) نے اسکا حل بھي ڈھونڈھہ نکالا ھے' (سیوہ) سے ھزاروں بوریاں کھجور کي نہایت ارزاں قیمت پر وھاں پہنچ جاتي ھیں اور یہ بتلانا ضروري نہیں کہ عرب سپاھي کیلئے پاني کا ایک گھونٹ اور چند کھجوریں کمسریت کا بہترین انتظام ھے -

پاني کي قلت کا بھي (انوربک) علاج کررھے ھیں ' چند ترک انجینروں نے زمین کي حالت دیکھکر پاني نکالنے اور مختلف مقامات پہنچانے کا کام شروع کردیا ھے -

پیغمبر ثاني

اور ھاں (انوربک) ' تو ابتک اس انسان عجیب ' اس جوھر متحیر العقول ' اس وجود طلسم ' اِس یکسر حیرت و استعجاب کي نسبت جو کچھہ کہا گیا ھے ' اسکو پیش نظر رکھہ لینے کے بعد بھي میں طیار ھوں کہ برسوں اسکي مدح و ثنا کئے جاؤں اور پھر بھي متاسف ھوں کہ حق تحسین ادا نہو سکا - اُسکي قوت نظم و نسق و مقابلۂ مشکلات کي تہاہ دریافت کرنا محال ھے - آج تک جو کچھہ ھوا اور ھورھا ھے ' وہ تنہا ' بلا شرکت غیرے ' محض اس بطل عظیم کے دماغ کي کارسازي ھے - اُس کا اصلي کارنامہ یہ ھے کہ اهل عرب کے دلوں کو اسطرح اپني متھي میں لے لیا کہ آج تمام قبائل اسکي پرستش کرتا ھے -

عربوں نے تو اسکا نام (پیغمبر ثاني) رکھدیا ھے ' [یہ محال ھے کہ کوئي مسلمان حقیقي معنوں میں کسي شخص کو پیغمبر قرار دے ' ممکن ھے کہ انور بک کے عجیب و غریب کاموں کي وجہ سے عربوں نے مجازاً کبھي یہ لفظ کہدیا ھوگا اور نامہ نگار نے سمجھہ لیا کہ اسي نام سے ھمیشہ پکارتے ھیں (الهلال)] کوئي عرب بھي (انور بک) نہیں کہتا بلکہ ھمیشہ (انور باشا) کہکر پکارے گا ' اور نام لینے کے ساتھہ ھي اپنا سر اظہار تعظیم میں جھکا دیگا - کوئي عرب ایسا نہیں ملیگا جسکے دل کے اندر (انور پاشا) کي حسین تصویر موجود نہو ' سچ یہ ھے کہ آج صحرا اور اندرون طرابلس و برقہ میں اس خوبصورت پیغمبر کي پرستش کي جا رھي ھے -

ایک نئي مہم

آجکل یہاں یہ افواہ سب کي زبان پر ھے کہ عنقریب (انور بک) درنہ پر ایک سخت فیصلہ کن حملہ کرنے والے ھیں ' اور اوسکے انتظام میں مصروف ھیں ' لیکن اگر یہ سچ ھے تو ایک سخت مہلک جانبازي کا موقعہ ھوگا ' کیونکہ درنہ میں اتالین بحري قوا ساحل پر ھر جگہ سے زیادہ اور گولاباري میں خوفناک ھیں اور ساحل پر قدم رکھے بغیر وہ جہازوں کے توپوں ھي سے سخت خوں ریزي کرسکتے ھیں - [لیکن بقول میڈم کولیرا کے " اهل عرب اب اتالین گولوں کو کھیلنے کے گیند سے زیادہ نہیں سمجھتے" اور گذشتہ تجربے اسپر شاھد ھیں] -

اتلي کیلئے " نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن "

حقیقت یہ ھے کہ اتلي اب دلدل میں پھنس گئي ' اسکے لئے یہ تو امکان سے باھر نہیں کہ توپوں اور ساحلي بیڑے کي مدد سے (مگر خزانہ خالي کرکے) طرابلس کو فتح کرلے ' اور اسي بھروت پر اُس نے ابتدا میں ایک قدر شجاع کي آن بان دکھلائي تھي - لیکن اصلي مسئلہ اندرون طرابلس کا ھے' وہ ملک کي طبیعي حالت ' راستوں کي مشکلات ' صحرا کي مہلک قلت آب ' بار برداري کیلئے

جانوروں کي نامناسبت ' اور موسم کي نا قابل برداشت اذيت رساني سے بالکل نا واقف تھي' اور اب بھي نا واقف ھے - يھي سبب ھے که باوجود عظيم الشان سامان جنگ کے مٹھي بھر عربوں کے آگے اُسکي کچھه نھيں چلتي آجتک اطالي کوشش کر رھے ھيں که اس مشکل کو حل کريں' کئي رجمنٽيں يکے بعد ديگرے صحرا ميں بھيجي گئيں' ليکن سب کي سب نا کام اور اکثر حالتوں ميں ضائع ھو گئيں' اُنکو معلوم نه تھا که صحرا ميں کھاں کھاں قدرتي موقعے جنگ کے لئے مفيد موجود ھيں' کھيں بڑے بڑے خندقيں ھيں' کھيں اتنے بڑے گڑھے ھيں' جنميں يکايک ايک بڑي جماعت کود کر غائب ھو جا سکتي ھے اور دشمن اُسکا پته نھيں لگا سکتا' ريگ کے تودے اور ٹيلے ھيں جو کبھي حمله آور کو ديوار کي آڑ کا کام ديتے ھيں اور کبھي اوپر سے نشانه لگانے کيلئے ايک عمده مورچے کا - اھل عرب وھاں کے چپے چپے سے واقف ھيں اسلئے ان تمام قدرتي مواقع سے فائده اُٹھاتے ھيں' ليکن اٹالين بيخبري کي وجه سے جب کبھي قدم بڑھاتے ھيں' اپنے تئيں کٹواکر ضائع کرديتے ھيں -

فرض کيجئے که لق ودق صحرا ميں ايک رجمنٹ بے خوف و خطر قدم اُٹھاے چلي جارھي ھے' جھاں تک چاروں طرف اُسکي نظر جاتي ھے' سناٹا اور سکون نظر آتا ھے' يکايک ايک طرف سے گوليوں کي بوچھاڑ شروع ھوتي ھے اور پھر عربوں کا ايک ھجوم سامنے نظر آتا ھے ليکن جب تک يه سنبھلکر جواب ديں' يکايک جادوگروں کي مخفي طاقتوں کے عجائب کي طرح عرب بغير بھاگنے يا لڑنے کے غائب ھو جاتے ھيں اور معلوم نھيں ھوتا که زمين کھا گئي يا آسمان ؟

مجاھدين کے اسلحۂ جنگ

اھل عرب بالعموم پُراني قسم کي بندوقيں استعمال کرتے ھيں' ايک بڑي جماعت تو اپنے صحرائي آلات ھي پر قانع ھے اور اسميں شک نھيں که انکا استعمال ايسي اچھي مشق اور کامل ھشياري سے کرتے ھيں که قيمتي اسلحونکا کام ديجاتے ھيں' (انور بک) نے جديد قسم کي بندوقيں انکے لئے مھيا کرکے پيش کي تھيں مگر انھوں نے انکار کرديا اور اپني پُراني بندوقوں اور صحرائي آلات کو چھوڑنے پر راضي نھيں ھوے - رھي توپيں' تو مجھکو يقين ھے که ترک افسروں کے پاس وه کافي تعداد ميں موجود ھيں' خصوصاً (عزيز بک) کمانڈر بنغازي کے پاس - ابتدا ميں (انور بک) کے پاس صرف دو توپيں تھيں' مگر اسکے بعد بعض عمده قسم کي (مترالیوز) توپيں اطاليوں سے چھين ليں اور انکا سامان بھي بکثرت غنيمت ميں ھاتھه آگيا -

لا خوف عليھم ولا ھم يحزنون

اھل عرب کي سب سے بڑي عجيب بات يه ھے که ھر وقت اور ھر حال ميں ايسے نڈر' بے باک ' بے خوف اور ھشاش بشاس رھتے ھيں گويا غنيم کي ڈيڑه لاکھه فوج وجود ھي نھيں رکھتي' ميں بھت سے عربوں سے ملچکا ھوں اور ھر طرح سے انکو ٹٹول چکا ھوں مجھکو ايک عرب بھي ايسا نھيں ملا جسکے دل ميں رائي برابر بھي اطاليوں کا رعب اور خوف ھو' وه ھميشه اٹالين فوج کي نامردي کي ھنسي اُڑاتے ھيں' اور اٹلي نے جنگ کے جو خيالي خاکے طيار کيئے ھيں انپر بے تکان قھقھه لگاتے ھيں -

(٤)

غازي انور بک کا تازه ترين بيان

(جنگ ميں انتظام امن' خونريزي سے جلب حيات)

موسيو (کوليرا) مالک النيل نے طرابلس چھوڑنے سے پھلے غازي انور بک سے آخري ملاقات کي اور انکے خيالات ميدان جھاد کي موجوده حالت کي نسبت دريافت کئے' اس صحبت کا خلاصه (النيل) نے ۲۴ جولائي کي اشاعت ميں شائع کيا ھے' غازي موصوف نے فرمايا:

„ جنگ و قتال' قتل و خون ريزي' کوئي ايسي عمده چيز نھيں ھے جسميں ھم زياده مشغول رھنا چاھيں' البته اُس جنگ کو نسبةً بھتر سمجھنا چاھئے جسکا زمانۂ حال گو خونريزي ھو مگر مستقبل ميں امن و زندگي کي کوئي اصلاح اور بھتري اپنے اندر رکھتي ھو-

يقين کيجئے که اٹلي کے جو جنگي جھاز آپ ساحل پر ديکھه رھے ھيں وه گو اپني توپوں کے گولوں کا غريب عربوں کے کملوں اور دُھسوں سے بنے ھوے عارضي خيموں کو نشانه بنانے کيلئے آئے ھوں ' مگر في الحقيقت اُنکے خون ريز اور مھلک منصوبوں سے ھمکو تو زندگي اور امن کے وسائل حاصل ھوگئے ' انکے گولے ھماري فوج کو زخمي نه کرسکے ' مگر ھمارے غافل دلوں کو انھوں نے ضرور چابکيں مار کر ھشيار کرديا [ان الله ليويد هذالدين برجل فاسق - الھلال] قديم عثماني حکومت نے اس افريقي علاقے سے بالکل آنکھيں بند کرلي تھيں ' ضروري اصلاحات و انتظامات کا کبھي بھي اس اقليم نے منه نه ديکھا ' ليکن اٹلي نے ھمکو مجبور کرکے زبردستي کام پر لگاديا ھے ' ميرا زياده تر وقت آجکل صرف ملکي و تمدني اصلاحات اور تدابير کے انتظام پر صرف ھورھا ھے تاکه جنگ نے جو فرصت ديدي ھے اسميں اس تمام افريقي علاقے کي دائمي اور مستحکم اصلاحات انجام پاجائيں' اس کام کيلئے بھت سے قيمتي اتفاقات ايسے ھميں حاصل ھو گئے ھيں جو بصورت عدم جنگ کبھي ھاتھه نه آتے اور تمام کام الله کے فضل پر موقوف ھيں "

ميں نے [يعني موسيو کوليرا نے] صلح کي افواھوں کي نسبت پوچھا تو معاً قطع کلام کرکے ايک پر جوش اور انقطاعي لھجے ميں کھا که:

" تعجب ھے که آپ يھاں (صلح) کا لفظ زبان پر لاتے ھيں ' اسکا تو نام بھي نه ليجئے ' طرابلس کو اُس کي قديمي حالت پر بجنسه چھوڑ کر چلدينا ھي صلح ھے ورنه اس لفظ کے يھاں کوئي معنے نھيں - اگر دولت عثمانيه طرابلس چھوڑ دينے پر راضي بھي ھو جاے تو ھميں کيا ؟ آپ ھماري ترکي اور عربي فوج ميں پھر کر ايک ايک آدمي سے پوچھه ديکھئے ' کيا کھتے ھيں ' اگر وه سر زمين طرابلس کي ايک بالشت بھر جگه بھي چھوڑ دينے پر راضي ھو جائيں تو ميں ايک ميل کيلئے تو ضرور بيعنامه لکھدوں "

اصلاح تعليم و تاسيس مدارس

پھر ميں نے اُنکے جديد تعليمي انتظامات کا ذکر چھيڑا ' اُنھوں نے يھاں عرب قبائل کي تعليم کيلئے مختلف فنون اور مختلف درجوں کے مکتب اور نيز مدارس جاري کرديے ھيں ' اُنکي طرف اشاره کرکے کھنے لگے :

کارزار طرابلس

مسیحی تہذیب کا ایک خونین منظر - طرابلس میں قتل عام

" آجکل جو کچھہ ہورہا ہے اُسمیں میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں' میں تو آئندہ حالت کو دیکھتا ہوں اور طرابلس کا مستقبل فی الحقیقت یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنکو آپ دیکھہ چکے ہیں کہ ہمارے مدرسوں میں کیسی پر شوق جد و جہد کے ساتھہ مشغول ہیں' آج کے یہ ذرے کل اصلاح و انقلاب کے آفتاب ہونگے -

ملک کی سب سے بڑی مصیبت جہل ہے ' جہل تمدن قبول نہیں کرسکتا ' میں باہر کے دشمن سے زیادہ اس اندرونی دشمن کے مقابلے میں سرگرم جہاد ہوں' عام تعلیم کے علاوہ یہاں زیادہ تر عملی زرعی تعلیم کی ضرورت ہے اور جیسا کہ آپکو معلوم ہے اسکے لئے خاص طور پر انتظام کررہا ہوں -

یہاں بھی تمام ملک کی طرح غفلت اور قناعت کی نیند میں ہرشے مبتلا تھی' حتی کہ نباتات و اشجار بھی' لیکن وقت نے بہت جلد جگادیا ہے' تھوڑی سی قوتِ ارادی و عملی کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اس سر زمین کے تمام اموات زندہ ہوجائینگے "

ناظرین یہ تصور نہ کریں کہ (غازی انوربک) کے یہ صرف ارادے اور منصوبے ہی ہیں ' گو یہ عدیم النظیر انسان قوت فکر و عمل ' دونوں کا مجموعہ ہے ' مگر عمل اسکے تخیل پر غالب ہے ' اسکا ارادہ اور عمل ' دونوں ایک ساتھہ ظہور میں آتے ہیں ' اس نے ابتک کسی ایسی چیز کا خیال نہیں کیا جسکو جلد سے جلد وہ عمل میں نہ لاسکا ہو ' اس گفتگو میں جتنی باتیں اُسکی زبان سے نکلیں سب کے عملی مظاہر میں اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکا ہوں - مدرسے جاری ہوچکے ہیں' شفاخانے اپنی خدمات میں سرگرم ہیں ' صنعت وحرفت کی تعلیم کا اچھے سے اچھا انتظام ہے ' زرعی تعلیم جسکی طرف غازی موصوف نے اشارہ کیا تھا : اسکے بھی تمام لوازم و وسائل مہیا کئے جاچکے ہیں' اور بعض ضروری آلات و مواشی آرہے ہیں ' [کیونکہ عملی زراعت کی تعلیم گاہ قائم ہوگی] اور عنقریب پہلے زرعی مدرسے کی رسم افتتاح کا جلسہ منعقد ہونے والا ہے -

مصر کی ڈاک

مصراطہ

(مصراطہ) کی نسبت اٹلی نے اعلان کردیا ہے کہ ہم نے قبضہ کرلیا حضرت محمد المہداوی الطرابلس لکھتے ہیں کہ یہ خبر قابل تسلیم نہیں ' مصراطہ ایک سخت ریگستانی مقام ساحل سے دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے ' وہاں کے تمام باشندے نہایت قوی و طاقتور ' آلات جنگ سے مسلح ' صاحب ہمت و غیرت اور ہر طرح کے سامان کا وافر ذخیرہ رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے جنگ پیشہ اور سخت و ناقابل تسخیر ہیں' تمام طرابلس اُنسے ڈرتا رہتا ہے اور کبھی نہیں چھیڑتا ' میں حیران ہوں کہ کیونکر اٹالین انپر اس آسانی سے غالب آسکتے ہیں جبکہ وہ طرابلس کے معمولی اور آسان ترین حصص پر بھی قبضہ نہ کرسکے ' یا تو خبر محض غلط ہے اور یا مصراطہ کے قرب و جوار میں کوئی واقعہ گذرا ہے' بہرحال اسپر ابھی اعتبار نہ کیجئے (العلم ۲۲ جولائی)

میدان جنگ سے تار

النیل قاہرہ

(طبروق ۱۷' - جولائی - بقبق سے روانہ ہوا ۱۹) آج صبح دس بجے اٹالین مورچوں نے پچاس بم کے گولے عثمانی چھاؤنی پر پھینکے' ہرگولے کا قطر ۱۵ - سنتیمیٹر کا تھا ' عثمانیوں نے بھی اسکا جواب دینا شروع کردیا ' اور سامنے نکلکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن اپنی عادت کے مطابق مورچوں کے خطوط میں محصور ہے اور وہیں سے حملہ کررہا ہے لیکن یہ پورے پچاس گولے بیکار گئے اور ایک متنفس کو بھی نقصان نہ پہنچا سکے -

(ایضاً ۱۸ : ۲۰) بم کے گولوں کا سلسلہ برابر جاری ہے' لیکن کل کی طرح آج بھی کوئی نقصان نہیں ہوا' جرمن اخبار (گزٹ دی فرانکفورز) کا ایک نیا نامہ نگار آج یہاں آیا ہے - (نوایرا)

المويد قاهره

طرابلس میں دو نئے مدرسوں کا افتتاح، عثمانی کیمپ میں سکون و طمانیة

(بنغازي ۱۵ - جولائي - بقبق ۱۷) کل یہاں دو نئے مدرسوں کي رسم افتتاح نہایت شاندار طریقه سے ادا کي گئي، همارے کیمپ میں یه نئے مدرسے ملاکر اب چار مدرسے هوگئے جنمیں بالفعل چهه سو طالب علم تعلیم حاصل کر رهے هیں -

هماري فوج کے سپاهي کمال راحت و آرام میں هیں، بازار کي حالت بہت اچهي اور خرید و فروخت جاري - کوئي دن ایسا نہیں جاتا که نئے قافلے یہاں نه پہنچتے هوں، پاني کافي اور ذخیره وافر هے؛ اطالیوں کي حالت بدستور، مورچوں اور گڑھوں میں پناهگزین، اور عربوں کے رات کے حملوں کے خوف سے باهر نکلنے کي جرأت نہیں، عرب کے شیوخ کو خبر ملي تهي که وزیر اعظم اٹلي نے باب عالي کو دهمکي دي هے که عنقریب ایک سخت ضرب لگائي جاے گي، وه خوش هیں که شاید اس دهمکي میں بنغازي، درنه، طبروق، خمس، اور طرابلس کو بهي کچهه کچهه حصه ملے کا اور اپنے اُن مورچوں سے باهر نکلکر سامنے آئیں گے، جو بلا شائبۂ مبالغه انکے لئے قید خانے کا کام دے رهے هیں ورنه اٹالیوں کا موجوده حالت میں یہاں پڑے رهنا تو سخت شرمناک هے، بشرطیکه شرم باقي رهي هو -

جنگ کے تازه ترین کوائف

(ایضاً ۱۶ : ۱۸) موت کے سایے میں قطع مسافت کرکے بعض اهالي شہر هم سے آکر ملے، اُنسے معلوم هوا که اٹالین چهاوني شدت بخار متعدي سے هلاک هو رهي هے، شہر والوں کو ابتک کوئي نقصان نہیں پہنچا، البته فقر و فاقے سے تباه حال هیں، اطالي نه تو انکو زنده رهنے کا سامان حاصل کرنے دیتے هیں اور نه شہر سے نکلنے دیتے هیں -

انسے یه بهي معلوم هوا که آخري مقابله جو (شوالیک) کے مورچے کے قریب هوا تها، اسمیں کئي اطالي افسر بهي مقتول هوے تهے، اسي جنگ میں اٹالین کمانڈر نے دیسي فوج (عربایه) پر [جو بعض وطن فروش شہریوں سے مرتب کي گئي هے] الزام لگایا که انکو آگے رهنے کا حکم دیا گیا تها مگر تعمیل نہ کي، بالآخر انکے افسر اعلی (فرج ابشون) نامي کو قتل کي سزا دي گئي، [اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدي فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين] اس واقعه سے تمام دیسي سپاهیوں کے دل ٹوٹ گئے اور سب چهوڑ کر بهاگ رهے هیں -

اس علت فروش دیسي فوج کے جو آدمي جنگ میں مقتول هوے تهے انکے لئے اطالیوں نے (شیخ احمد العزباني) امام مسجد بنغازي کو بلاکر کہا که انکي تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو، لیکن شیخ نے یه کہکر انکار کردیا که " ان پر نماز پڑهنا کسي طرح جائز نہیں، کیونکه یه همارے ساتهه شریک هوکر اسلام سے مرتد هوگئے تهے " [جزاه الله عن الاسلام والمسلمين خير الجزا] اسپر اٹالین کمانڈر نے سخت غضبناک هوکر انہیں قید کردیا هے، مشہور هے که تین سال تک قید رکها جاے گا - [فسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون]

عالم اسلامي

مسلمانان چین

مقتبس از جرن ترک قسطنطنیه

بقلم ڈاکٹر گیروز المي

میں اپني سیاحت چین کو ختم کرچکا، لیکن چین کے ذکر میں سب سے زیاده اهم چیز (مسلمانان چین) هیں -

میں جب کسي مسجد یا اسلامي مدرسه کے پاس سے گذرتا، جو وهاں کے نوآباد مسلمانوں نے قائم کر رکهے هیں، تو ایسے موثر اور مدهوش مناظر نظر آتے جنسے میرے اعماق قلب تک میں جنبش پیدا هوجاتي، میں چاهتا هوں که اسطرف ایک مختصر سا اشاره چند سطور میں کردوں -

چین میں - سب جانتے هیں که — صدیوں سے تعلیم اسلامي اپنا کام کر رهي هے لیکن ادهر بیس سال سے جو انقلابي دور تعلیم اسلامي پر طاري هوا هے وه في الحقیقت ترقي و عروج کي ایک حقیقي تحریک هے اور وهاں کے مسلمانوں کي عظیم الشان اسلامي فیاضیوں نے اسکي بنیاد کو سر بفلک عمارت تک پہنچانا چاها هے، بڑي بڑي تعلیمي انجمنیں قائم هوچکي هیں، وسیع و عظیم کالجوں کا افتتاح هوچکا هے، ترقي کي لهر هر طرف طوفان انگیز هے، صرف مردوں کي تعلیم هي پر نہیں، بلکه لڑکیوں کي تعلیم پر بهي اپني بہترین فرصت صرف کي جا رهي هے؛ میں نے کوئي چین کا بڑا شہر نہیں دیکها، جہاں کوئي بہت بڑي اسلامي انجمن قائم نہو، اور وه بڑے بڑے مدرسوں کے قیام و انتظام میں مصروف نہو -

بالفعل چین کے دیني مدارس میں تین جماعتوں کو تین سال میں تعلیم دي جاتي هے، پہلے سال صرف و نحو وغیره، سال دوم ادب عربي، سال سوم تفسیر قران - هر مدرسه کے پاس ایک چهوٹي سي مسجد بهي اُسکا ضروري جزو هے جہاں پانچ وقت طلبا جماعت کے ساتهه نماز ادا کرتے هیں - مسجد کے ساتهه هي بورڈنگ هاؤس هیں، وهیں طلبا آرام و راحت سے رهتے هیں اور دن میں چار مرتبه کهانا تقسیم هوتا هے -

طبرق میں مجاهدین عرب و ترک کا حمله

چھوٹے شہروں میں بھی وہاں کے مسلمانوں نے باهم ملکر تعلیمی انجمنیں قائم کر رکھی هیں ' حکومت اُنکو ابتدائی تعلیم کیلئے گرینٹ دیتی ہے اور باقی کا وہ خود انتظام کر لیتے هیں -

بعض قریوں میں ایسے اسلامی مدرسے بھی دیکھے جنکا کل انتظام بعض مسلمان عورتوں کے هاتھہ میں ہے اور وہ لڑکیوں کو تعلیم بھی دیتی هیں -

مسلمانان چین عام علوم و فنون سے بھی غافل نہیں ' صنعت وحرفت پر بھی انہوں نے پوری توجہ کی ہے ' علی الخصوص زراعت اور تربیت حیواناتِ مفیدہ کی درسگاهیں بھی قائم و جاری هیں ' روئی کی کاشت اور صنعت کی عملی تعلیم گاهیں بھی میں نے بکثرت دیکھیں -

کوئی قوم بغیر ایثار و تفانی کے نئی زندگی حاصل نہیں کرسکتی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ هر جگہ مجھکو بکثرت ایسے لوگ نظر آئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اصلاح قوم کیلئے وقف کردی هیں ' جسقدر انجمنیں اور درسگاهیں هیں ' ان میں کام کرنے والے اکثر ایسے هی لوگ هیں -

عنقریب ایک بہت بڑی تعلیمی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جسمیں جاوا وغیرہ سے بھی لوگ آکر شریک ہونگے اور چینی مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر بحث کرینگے ' اگر مجھکو اس کانفرنس میں شرکت کا موقعہ ملا تو میں اسکے نتائج سے آپکو اطلاع دونگا اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ عثمانیوں کو بھی اپنے ان دور دراز ملک میں رہنے والے بھائیوں کی حالت پر توجہ کرنی چاهئے ' ابتک وہ جو کچھہ کر چکے هیں ' عظیم الشان اور حیرت انگیز ہے ' لیکن کام روز بروز پھیلتا جاتا ہے ' اور آئندہ کیلئے ناگزیر ہے کہ اور اسلامی ملکوں سے بھی چینی مسلمانوں کو مالی مدد دی جاے -

ترک و عرب قیدی اٹالین جہاز میں

ترک عورتوں کو بے نقاب کر کے اٹالین افسر جبراً مجبور کر رہے هیں کہ کپڑے اُتار دیں اور اُنکی جگہ قیدیوں کے کپڑے پہن لیں - ایک لڑکی رو رهی ہے اور ایک ترک لیڈی جوش عفت پرستی سے غضبناک ہے -

ولایت کی ڈاک

محمود شوکت پاشا

ڈاکٹر اے ڈیلن کی ملاقات کا بقیہ

هوائی جہاز اور سب میرین

محمود شوکت نے سلسلۂ سخن جاری رکھکر کہا " زمانۂ آئندہ میں هوائی جہازرانی کا کوئی ترانہ نہیں سنائی دیگا جب تک کہ لائق تحصیل نتائج روشن نہولینگے همکو انتظار هی کرنا چاهئے - اس جنگ کے زمانے تک یہ ایک بے قدر اور ناچیز شے ہے جو ایک غلط انداز نظر کے بھی قابل نہیں - یہی سبب تھا کہ هم نے ان جدید تر آلات جنگ پر ایک کوڑی بھی صرف نہ کی "

میں نے جواب دیا - " آپ نے جو کچھہ کہا نہایت دلچسپ معلوم ہوتا ہے - اب فقرہ فروشوں کو تامل کرنے کا موقعہ هاتھہ آئیگا جو بے لگام کہ بیٹھتے هیں کہ هوائی جہاز قومی تحفظ کے لئے گویا ختم الایجادات ہے کیونکہ وہ بلندی سے بے خطا ایک پانچ من کا بم آهن پوش جہاز پر پھینکدے سکتا ہے - فی الحقیقت یہ دعوا هی دعوا ہے - [اِستیبلائزر] بھی ' جو هوائی جہازوں کو قائم و ساکن رکھتا ہے (جب فوجی لوگ بم وغیرے پھینکتے رہتے هیں) جنگ کی بدعات جدیدہ میں سے ایک دوسرا آلہ ہے جسکی تعریف میں ایک خلقت رطب اللسان نظر آتی ہے - میں چونکہ اسپر رائے زنی کا اهل نہیں لہذا آپ کے خیالات سننے کا آرزومند ہوں - میں تو سمجھتا ہوں کہ آزمایشوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں ' کیا آپ کا بھی یہی فیصلہ ہے ؟ "

محمود شوکت پاشا - " هاں یہی فیصلہ "

میں - " دوسری حسرت کی باتیں جو میں نے ترکی میں سنیں ' یہ هیں کہ ترکی بیڑا بالکل کاهل پڑا ہے - خود آپ هی کے لوگ اسپر آہ و بکا کرتے هیں کہ ابتک تحت البحر جہازات کھولکر غنیم کے جنگی جہازوں کے پیچھے نہیں دوڑاے گئے - وہ اسپر مصر هیں کہ تار پیڈو کشتیاں یا تحت البحر ' گو آهن پوشوں کے مقابلے میں قامۃً بہت چھوٹے هیں ' لیکن جب اُنکی دیو پیکر جہازوں کو تباہ کردینے والی قوت پرکھی جاے گی ' اُسوقت اُنکی قیمت کا اندازہ ہوسکیگا - دشمن کے سب سے بڑے جنگی جہاز کی تباهی کی قیمت میں آپ ۲۵ تحت البحر مول لے سکتے هیں "

محمود شوکت پاشا - (جواب دیتے وقت پاشا کی آنکھیں چمک اُٹھیں) گفتگوؤں اور مطبوعات کے ذریعے سے آپ نے اپنی بحث کے جو مقدمات قائم کئے هیں وہ دلچسپ معلوم ہوتے هیں ' تخیل مشتعل ہوتا ہے - لیکن ابھی وہ کچھہ زیادہ مفاد نہیں دکھائینگے تحت البحر (سب مرین) دعوے میں تو صحرا دستگاهی دکھاتے هیں لیکن کامیابی میں قطرہ آشنا بھی نہیں نظر آتے - انکی کارگذاریوں کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے تو کھوٹا کھرا صاف کھل جائیگا - دنیا کو دعوا ہے کہ وہ جہاں چاهیں بجلی کی طرح آپڑیں ' اسپر طرہ یہ کہ انسان کے حواس خمسہ میں سے کسی حس کو احساس بھی نہو - اسپر مستزاد یہ کہ جتنی دور تک چاهیں ' چلے آئیں -

اگر یہی بات تھی تو ہمارے دشمنوں کو کسنے روک رکھا تھا؟ آپ نے دیکھا ہے کہ ہمارے جہاز باہر ہیں - اگر بات کیطرح کام بھی آسان ہے تو انکو تباہ کیوں نہیں کرڈالتے؟ ہمارے دشمنوں کے اس ضبط و خودداری کے لئے کوئی معقول وجہ تو ہوگی کہ وہ کچھہ کر نہیں گزرتے - اب مجھے کہنے کی اجازت دیجئے اسکا اصلی سبب خود تارپیڈو کشتیوں اور تحت البحروں کی موجودہ شکلوں کے اندر ہی مستور ہے - پانی کے نیچے انکی کیا رفتار ہوتی ہے' یہ تنہا کسقدر مسافت طے کرنیکی استعداد رکھتی ہیں' ان پر ہمکو کتنا اعتماد رکھنا پڑتا ہے' سطح آب پر ہونیکی نسبت زیر آب کن کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے' اور دیگر شرطیں جن پر انکی ساری سودمندی منحصر ہے' اگر آپ ان امور کا مطالعہ کرینگے تو آپ کو اپنے پیش کردہ نکتہ چینیوں کی آرا پر تامل کرنے کے لئے معقول وجوہ ملجائینگی' اور بالآخر ہمارے ہم آہنگ ہوکر یہ کہینگے کہ موجودہ جد جہد اور موجودہ جنگ و پیکار کے لئے یہ کافی آلات نہیں ہیں" -

سرنگیں اور جنگی جہازات

اس مکالمے کو یہاں چھوڑ کر میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے آج ہی شام کو میں نے مشاہیر سلطنت میں سے ایک شخص سے ملکر اسی مبحث پر گفتگو کی - انہوں نے جو کچھہ کہا وہ حسب ذیل ہے :-

" اس وقت تک آپ ایک لمحے کے لئے بھی تحت البحر پر اعتماد کلی رکھنے کے مستحق نہیں - گرد و پیش کے حالات ہزار مساعد ہوں' اسپر بھی بمشکل فیصدی ۵ حصے سے زیادہ سرنگیں دشمن کے جہاز کو صدمہ رسانی میں کامیاب ہو سکتی ہیں' مجرد ایک ٹکرا کسیطرح اسکی تباہ سازی کیلئے کافی نہیں - اکثر اشخاص کے خیال میں یہ راے انقطاعی ہے کہ ایک ٹکرا ایک تباہی کی قیمت اپنے اندر رکھتا ہے' یہ غلط ہے - ایک آہن پوش کی تباہی کے لئے کم از کم تین چار سرنگیں درکار ہونگی - جنگ روس و جاپان کے زمانے میں ایک روسی جہاز (ززارویچ) سرنگ سے ٹکراکر مجروح ہوگیا تھا لیکن از کار رفتہ نہوا تھا برابر جاپانی جہازوں کا مقابلہ کرتا رہا اور کتنوں کو صدمہ پہنچاکر بالآخر بلا کسی رہائی بخش تائید کے صاف نکلکر ایک چینی بندرگاہ میں واپس چلا آیا - ایک سے لیکر تین صدمات پہنچانے کے لئے کم سے کم تیس تحت البحر کی ضرورت؛ انکی قیمت تیس لاکھہ اسٹرلنگ پونڈ' اور یہ قیمت ہے ایک (دریدنات) یعنے آہن پوش جہاز کی ! ایک آخری وجہ اور سن لیجئے کہ یہ آزمایش ہنوز ممکن العمل نہیں ؟ اگر ہمارے پاس تحت البحر موجود بھی ہوں جب بھی ہم انکا استعمال نہیں کر سکتے - ہمارے آدمی کارداں نہیں - یہ آپ جانتے ہیں کہ ہم … و شجاعت جیسی چاہئے موجود ہے - لیکن جہازوں کے استعمال میں جس اصطلاحی فراست اور ہنرمندانہ ذہانت کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے - رہے باہر کے آدمی ہاں ' وہ مل تو سکتے ہیں ' علاوہ قابل اوٹ کے بہ رضا و رغبت آنے کے لئے تیار بھی ہیں - لیکن فی الواقع ... ... ' میں یقیناً کہتا ہوں کہ ایک قوم کے بعض محبت نام سرشت افراد اظہار خود خدمات قبول کرنے کو بالکل مستعد تھے - اس قوم کا نام بتانے سے میں قاصر ہوں - وہ شریف طبائع جان جوکھوں کا سودا ہمارے ہی لئے مول لینا چاہتے تھے لیکن ہماری گورنمنٹ نے انکی ہمدردانہ تجاویز کو شکریہ کے ساتھہ ٹال دیا - مگر کیوں ؟ یہ میں کہہ نہیں سکتا "

طفلانہ گولہ باری

یہاں میں پھر اصل مضمون سے ہٹتا جاتا ہوں - دولت عثمانیہ کے ایک مشہور اور نامور فوجی ماہر نے آج ہی مجھسے کہا " اٹلی (ازمیر) میں ہمکو بے خبری میں نہیں لے سکتی اور اگر بے خبری میں لیا تو وہ کچھہ کر بھی نہیں سکتی - اگر اُس نے حملہ کا کوئی خاکہ تیار کیا ہے تو اُسکو لازم تھا کہ حملہ اُسی وقت کر چکتی جب اسکے جہازات (ڈرڈنلس) اور (استامپیلیا) میں داخل ہوئے تھے - عمل و کارزوائی کے لئے وہی وقت نہایت مبارک تھا - وہ سلامتی گزر چکی ' (ازمیر) کا تحفظ اسوقت اعلی ترین حالت میں ہے ' آدمی ' سامان حرب ' سرمایہ ' رسد ' مخابرات کے تین تین لائن - المختصر کمانڈر کی خواہش کی تمام چیزیں مہیا ہیں - اور کمانڈر بھی اچھا ہے - اٹلی نے زمین اور دریا میں اپنی جنگی سیرت کا کوئی نقش ہمارے دل پر نہیں چھوڑا اسکے خلاف تعصب کا ہمارے دل میں پیدا ہونا ممکن ہے لیکن واقعات تو بھاگ نہیں گئے ' انہیں آپ خود دیکھیں - ایک واقعہ لیجئے : درۂ دانیال کی گولہ باری - اسمیں کونسا عملی فائدہ تھا ؟ اگر آپ اُن توپ زدہ مقامات کو جا دیکھیں تو انکو بحالت قدیم پائینگے - اُسکی گولہ باری بیسود نہ تھی اسنے ۳۰۰ بمب پھینکے - لیکن پانچ پاؤنڈ تک کا بھی نقصان نہ کیا خیر کچھہ ہو اسمیں تو اشتباہ کو راہ نہیں کہ اسکو ہر ہر گولے کی قیمت تقریباً ۱۲۰ پاؤنڈ پڑی ہوگی اسپر طرہ یہ کہ اُسکی توپیں بھی خراب ہوگئیں - ہمارے گولہ اندازوں نے آہستہ آہستہ جواب دیا اور تاک کر دو جہازوں کو پیٹ دیا مگر ہم کو بحری قوم ہونے کا دعوی نہیں -

آپ یہ پوچھتے ہیں کہ ہم نے جزائر میں مورچے چھوڑ دینے کی غلطی کیوں کی اور اپنے کو قیدی کیوں بنادیا' مگر در حقیقت ہم نے کوئی غلطی نہیں کی - ہتھیار اور سپاہ کے چھوڑ دینے سے فائدہ یہ تھا کہ جزیرے میں امن قائم رہے ' اگر دشمن کی مزاحمت کی جاتی تو فوجی و بحری کمک آتے ہی اٹلی قتل عام کا بازار گرم کردیتی یہ سچ ہے کہ (رودس) کے مورچے دشمنوں کے مقابلے میں ایک شجاعانہ دفاع کے لئے مستعد تھے ' لیکن … یونانیوں نے ہماری تمام آرزوؤں کو خاک … حفاظت کی جاسکتی ہے اور کی جائیگی - منجملہ ان چند جزائر کے ایک (میتلن) ہے - اگر اسپر حملہ کیا گیا تو دشمن کو کم از کم آٹھہ دس دن تک سرگرم عمل رہنا پڑیگا - اور چند جزائر کا بھی یہی حال ہوگا - لیکن بہتر ہے کہ … "

ترکی کا غیورانہ عزم

اب پھر محمود شوکت پاشا کی طرف رجوع کرتے …

نے کہا - ممالک غیر میں یہ خیال بار بار دہرایا جاچکا ہے کہ ترکی کے پاس بحری سامان موجود نہیں ' پس جنگ کا نتیجہ ظاہر ہے "

محمود شوکت پاشا - " ہاں مجھکو معلوم ہے - اس قسم کے متعدد فیصلے خود ساز ناقدوں اور غیب دانوں کے زبان و قلم سے ہوچکے ہیں - میں کوئی مدبر نہیں ' سپاہی ہوں - میرا وظیفہ ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کئے جاؤں - میں نے ایسا کیا ' اور کئے جارہا ہوں اور کرتا رہونگا - ہماری فوجوں کا فرض ہے کہ دشمنوں کے سیلاب کو روکیں ' اپنے حقوق تلف نہ ہونے دیں اور یہ فرض وہ ادا کئے جائینگے " -

میں - " کیا آپ کا خیال ہے کہ کامیابی کے ساتھہ دفاع کرسکینگے ؟ "

محمود شوکت - یقیناً ' حتماً ' کامیابی کے ساتھہ "

مسئلہ طرابلس پر

فرانس کے سابق وزیر جنگ کے خیالات

موسیو (ہانوتو) سابق وزیر جنگ فرانس ایک مشہور سیاسی اہل قلم اور اسلامی مسائل کا واقف کار ہے ' حال میں فرنچ اخبارات نے جنگ طرابلس کی نسبت اسکے خیالات شائع کئے ہیں ' وہ لکھتا ہے :

" یورپ کی حالت آجکل سخت درجہ ردی ہو رہی ہے ' اٹلی اور ترکی کی جنگ ایک مرض متعدی کی صورت اختیار کر رہی ہے ' اٹلی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں برباد کیا ' ترکی کی داخلی مقاومت نے اسے ساحل پر کھڑا کردیا ہے اور ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتی -

تمام عالم اسلامی اس جنگ کے نتائج کا انتظار کررہا ہے کیونکہ اب یہ کوئی استعماری (نوآبادی کا) یا بحری توازن کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک محض دینی اختلاف کا سوال ہوگیا ہے ' اور اسمیں شک نہیں کہ اٹلی - جس نے الحاق طرابلس کا گولہ خود اپنے پانوں پر پھینک مارا ہے - اب اس سوال کی قیمت کا اچھی طرح اندازہ کرسکتی ہے -

* * * * * * * * * * * * * * *

ترکی کے حرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورے سکون سے اس وقت کا انتظار کررہی ہے جب دشمن اپنی تمام قوت خرچ کرکے بالکل مفلس ہوجاےگا ' اس وقت وہ ایک آخری ضرب لگائیگی اور اسکا بڑا ثبوت عثمانی ولایات کی فوجی نقل و حرکت ہے -

ممکن ہے کہ تم ترکی کو الزام دو کہ اس نے طرابلس کی مدد کی کوشش نہیں کی ' لیکن میں جواب میں کہونگا کہ جو حالات ہیں ' انکے لحاظ سے یہ اعلی درجہ کی دانشمندی تھی کہ ترکی اپنی تمام فوجی قوت کو قلب حکومت میں جمع کرتی اور طرابلس کی فکر چھوڑ دیتی ' کیونکہ وہاں عرب باشندے تمام افریقی ولایات کو دشمن سے بچالینے کیلئے پوری طرح کافی ہیں اور اٹلی کی بدبختانہ غلطی یہی ہے کہ حملے سے پہلے عربوں کی عسکری قیمت کا اندازہ نہ کرسکی -

ترکی نے جو کچھہ کیا یہ اسکی فوجی تقسیم کی اعلے سے اعلے قابلیت و مہارت کا ثبوت ہے -

ہم اس موقعہ پر اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ وہاں ایک فوجی طاقت ہے جسکی تعداد ۷۰۰٬۰۰۰ سپاہیوں تک پہنچکر ختم ہوتی ہے اور تمام اسلحہ و ذخائر ضروری اپنے ساتھہ رکھتی ہے ' اور وہ یورپ کی سب سے بڑی فوج ہے جسکے بعد کوئی فوجی طاقت کا درجہ نہیں -

البتہ اٹلی کے پاس ترکی کو مجبور کرنے کا ایک ذریعہ ہے ' یعنی درۂ دانیال اور قسطنطینیہ پر فوجی قوت کی نمایش ' اگر ہم فرض کر لیں کہ دول اسمیں حارج بھی نہوں گے اور اٹلی بڑھتی ہوئی بوسفورس تک پہنچ بھی جاے گی جب بھی اسکے لئے ایک بڑی جنگ کا مرحلہ باقی رہجاے گا اور یہ جنگ عثمانی فوج یعنی دنیا کی اخری درجہ کے بڑی طاقت سے پیش آئے گی اور جہاں آئے گی وہ ایک وسطی نقطہ ہے ' جس سے ریل کے خطوط تمام عثمانی چھاونیوں تک پھیلے ہوے ہیں - ایسی حالت میں اسکا فیصلہ آسان نہیں کہ اٹلی کی فوج کو سمندر کی مچھلیوں کی غذا بننے کے سوا اور بھی کچھہ ہاتھہ آئے گا یا نہیں ؟

یہ بھی خیال خام ہے کہ اٹلی طرابلس کا انتقام دائرۂ جنگ کو وسیع کرکے لے گی ' اس وقت ایک لاکھہ سے زیادہ اٹالین فوج طرابلس میں طعمۂ ہلاکت ہو رہی ہے ' نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہاں سے فوج ہٹاکر نئے مقامات اور جزائر میں تقسیم کر دینی پڑے گی ایسی حالت میں طرابلس کی حالت اٹلی کیلئے بد سے بدتر ہوجاےگی -

آج طرابلس میں صرف ترکی ہی دشمن سے برسر پیکار نہیں ہے بلکہ وہ تمام عالم اسلامی کو اپنے ساتھہ رکھتی ہے جسکی نظریں اسکی ہر حرکت کے ساتھہ حرکت کر رہی ہیں ' ضرور ہے کہ وہ دول یورپ جنکے لئے قطعاً اٹلی کا قبضۂ طرابلس مضر ہے اب ترکی کی اعانت کریں ' اور خواہ کچھہ ہی ہو اٹلی کیلئے کوئی صورت فلاح نہیں -

آجکی حالت سنہ ۱۸۷۸ سے بالکل مختلف ہے جب کہ (گرینڈ نیکولا) نے (سین استی فانو) پر قبضہ کرلیا تھا اور توپوں کے گولے داخل (بوغاز) اور (بک اوغلی) پر جاکر پھٹتے تھے ' اس وقت فی الحقیقت قسطنطنیہ میں نہ تو حکومت تھی اور نہ فوج ' تاہم اس وقت بھی اوس کو کچھہ حاصل نہیں ہوا اور ابتو ایسا ہونا محال قطعی ہے -

شؤن عثمانیہ

ترکی اور مانٹی نگرو میں جنگ

(ستنج ۴ - اگست) کل صبح مانٹی نگرو کے سرحدی گارڈ اور ترکوں میں لڑائی ہوگئی اور شام تک جاری رہی - اہل مانٹی نگرو کہتے ہیں کہ ترکوں کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تھی اسلئے ہم نے حملہ آوروں کی مورچہ بند خندق کو توپوں سے آڑا دیا - انکا یہ بھی دعوا ہے کہ ترکوں کے ۵۰ آدمی ہلاک اور ہمارے صرف ۱۲ - لیکن ۱۵ - زخمی ہوئے -

(سالونیکا ۴ - اگست) دوسری اگست کو (کوچنہ) کے بازار میں دو بم کے گولوں کے پھٹنے سے دو یہودی ' چار ترک ' اور ۳۲ بلغاری ہلاک ہوگئے نیز ۳ ترک ۱۱ بلغاری زخمی -

(ستنج ۳ - اگست) کل ترک اور البانیوں میں تمام رات لڑائی

ہوا کي ليکن کوئي انقطاعي نتيجه نہيں نکلا انقلاب اطراف و جوانب ميں پهيلتا جاتا ہے -

(استنبول ۵ - اگست) عثماني وزير نے سرحد کي لڑائي کے متعلق ۲۴ گهنٹے کے اندر تشفي بخش جواب طلب کيا ہے ورنه سياسي تعلقات باهمي بالکل توٹ جائينگے -

(سالونيکا ۵ - اگست) کوچنه سے آنيوالے مسافروں کا بيان ہے که بمب کے پهٹنے سے قريب سو سے زياده آدمي هلاک هوئے تهے -

(ايضاً) بلغاري قافلے جوق جوق ممالک عثماني ميں داخل هوکر ضلع (اشتپ) کے دهقانوں ميں اسلحه تقسيم کر رهے هيں - (پيرسيرند) اور (ميترورتسا) کي فوجيں باغيوں کي شريک هو گئي هيں اور (پريسننا) کي الباني کانفرنس ميں اپنے ڈيليگيٹ بهيجدئے هيں -

(ايضاً ۶ - اگست) کل تمام دن سرحد ميں لڑائي جاري رهي - مانٹي نگريوں کو حکم ديا گيا که وه دامن سرحد سے بهاگ کر دفاعي پہلو اختيار کريں - ترکوں نے سرحد سے پار هوکر حمله کيا ليکن مانٹي نگرو کے پياده سپاهيوں اور توپخانوں نے پسپا کرديا (جنرل وکسوتچ) کے نام اس مضمون کے احکام جاري کئے گئے هيں که ترکوں کو قيام امن پر مائل کرے - ترکوں کو پسپا کردينے کے بعد مانٹي نگريوں نے سرحد تک اُنکا تعاقب کرتے هوئے تين قلعه بند مقاموں پر قبضه کرليا -

(ايضاً سالونيکا ۶ - اگست) مانٹي نگرو نے ترکي شکايات کا جواب تلخي کے ساتهه ديا ہے که همارا کوئي سپاهي عثماني سرحد پر نه تها - ترک هم کو برافروخته کرتے چلے آتے هيں اسي سبب سے لڑائي هوئي -

(صوفيا ۶ - اگست) اس رپورٹ کي بنياد پر که چهارم و پنجم ماه رواں کے حادثے کے بعد عثماني فوج نے (کوچنه) کے بلغاريوں کا قتل عام کرديا: وزير اعظم نے اپنے وکيل متعينۂ قسطنطنيه کو هدايت کي ہے که شدت کے ساتهه تدارک واقعه اور مجرموں کي پاداش کا مطالبه کيا جائے -

اتهينس ميں مشهور کيا جاتا ہے که يه بالکل سچ ہے که (کوچنه) کے بمب کے حادثے کے بعد هي سات گهنٹے تک قتل عام رہا جسميں ۵۰ عيسائي هلاک کئے گئے اور ۲۰۰ سے زياده مجروح هـ -

(لندن ۸ - اگست) ترکي مجلس مبعوثان کي برهمي سے البانيوں ميں سکون و قرار پايا جاتا ہے اور اب انهوں نے مسکوب پر دهاوا کرنے کا اراده فسخ کرديا -

(لندن ۸ - اگست) کوچنه کے قتل عام کا واقعه بلغاريا ميں ايک عام جوش پيدا کررها ہے - صوفيا کے [illegible]ارات کہتے هيں که اگر دول عظام نے بلقان ميں قيام امن کي سعي نه کي تو پهر هميں جو کرنا ہے کرلينگے -

(ايضاً) ٹائمس کے دفتر سينٹ پيٹرسبرگ سے خبر آئي ہے که سرويا اور بلغاريا کے ما بين اتحاد کي کارروائي هوچکي -

(ايضاً) ترکوں نے يه تجويز پيش کي ہے که ايک مشترک کميشن بيٹهکر اس سرحدي جنگ کا فيصله کرے - روس نے مانٹي نگرو کو اشاره کيا ہے که اس جهگڑے سے اپنے کو بچاؤ -

هجوم مشکلات و تصادم احزاب

(قسطنطنيه ۴ - اگست) يہاں سخت بد امنياں پهيلي هوئي هيں - انجمن اتحاد و ترقي پارليمنٹ کو ترغيب دے رهي ہے که وزير جنگ سے مواخذه کيا جائے جسپر انجمن کا يه الزام ہے که فوجي مجلس سے اُسکي سازش ہے -

ايوان حريت (لبرٹي هال) ميں ۸۰ - افسروں اور شرکاے انجمن اتحاد نے جمع هوکر يه رزوليوشن پاس کيا که پارليمنٹ غير آئيني طريقے سے هرگز برهم نه کي جائے -

ايوان وزارت کي نشستيں دير دير تک هو رهي هيں جس سے يقين کياجاتا ہے که يه طے پا چکا ہے که شدت عمل سے کام ليکر اکثر افسر گرفتار کر لئے جائيں -

(قسطنطنيه ۵ - اگست) مجلس اعيان نے گورنمنٹ کي اُس تحريک کو منظور کيا ہے جسميں (کانسٹيٹيوشن) کي يه تاويل کي گئي تهي که موجوده پارليمنٹ پچهلي پارليمنٹ کا محض ايک سلسله ہے لہذا ايراد کا وقت پورا هوگيا - پارليمنٹ کي برهمي کے لئے ايک ايراد آج گشت کرنيوالا ہے -

(قسطنطنيه ۵ - اگست -) پارليمنٹ نے گورنمنٹ اور مجلس اعيان کي تاويل پر بے اعتمادي کا ووٹ پاس کيا - اسطرح پر گورنمنٹ اور انجمن اتحاد کے مابين ايک بلاواسطه تنازعه پيدا هو جاتا ہے - انجمن کے غالب عنصر سے پارليمنٹ مرکب ہے اور اُسکي پيٹهه پر اکثر طاقتور فوجي اور سرکاري گروهوں کا هاتهه ہے ليکن ان سب کے مقابل الباني باغيوں کو سمجهنا چاهئے جنکے ليڈر مصر هيں که پارليمنٹ کي برهمي ميں دير نه کي جائے -

(ايضاً) باوجود اعتماد شکن ووٹوں کے وزير اعظم نے مجلس اعيان اور مجلس مبعوثان ميں جاکر فرمان سلطاني پڑهه سنايا جسنے پارليمنٹ کو توڑديا اور نئے انتخاب کا حکم صادر کرديا گيا -

(ايضاً) پارليمنٹ کا صدر اعلی کل محل ميں حاضر هوا که سلطان کو گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادي کے ووٹ کے متعلق اطلاع دے ليکن جلالت مآب نے ملنے سے انکار کرديا -

(ايضاً) پارليمنٹ ميں سلطاني جواب پڑهکر سنايا گيا که ايوان وزارت کو سلطان کي کامل خوشنودي و اعتماد حاصل ہے -

(ايضاً) سنا جاتا ہے که وزارت نے يه طے کرليا ہے که انجمن اتحاد و ترقي کے بعض معروف ارکان گرفتار کرلئے جائيں - طلعت بے اور جاويد بک کا بهي نام آتا ہے -

(ايضاً) ايوان وزرا اس امر کے اعلان پر متفق الرا هيں که قسطنطنيه ميں ۴۰ دن تک محاصرے کي حالت رهيگي -

(قسطنطنيه ۷ - اگست) جاويد بک اور طلعت بک جنکي گرفتاري کي نسبت ايوان وزارت کا فيصله مشهور هوچکا ہے سالونيکا چلدئے هيں جہاں انجمن اتحاد و ترقي کے ساتهه گفت و شنود کرينگے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, MacLeod Street, Calcutta.

(آئینده نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(اُن میں سے بعض کي فهرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائري
۲ ابوالاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسي
۴ سید ادریسي امام یمن
۵. امیر علي پاشا بن عبدالقادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازي بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقي طرابلس
۱۰ ڈاکٹر نہاد سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سولہ برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد
۱۲ سلطنت کي موجوده وزارت
۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله
۱۵ ییلاں باسي نشانت بے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازي

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحي تهذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اتالین هوائي جهاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رہے هیں
۹. طبرق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں
۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین
۲۲ رودس میں اٹلي کا داخله
طرابلس میں اتالین کیمپ
۲۴ طبرق کے عثماني کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکر کي لعنت
۲۷ اذربائجان میں روسي داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ رودس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بهادر شاه کا بستر مرگ